تحفۃ النبلاء
فی
جماعۃ النساء

علامہ عبدالحی فرنگی محلی رحمہ اللہ

العلم ــ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحفہ از طرف
حضرت صاحب محمد علی شریف
دربار عالیہ گوہر شریف — آزاد کشمیر

[illegible]

15/9/11

علامہ عبدالحی فرنگی محلی رحمہ اللہ

کے رسالۂ لطیفہ

تحفۃ النبلاء
فی
جماعۃ النساء

کا اردو ترجمہ

العلم ــــ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

حضرت مولنا عبدالحی فرنگی محلی علیہ الرحمۃ

مختصر حالات

مولانا محمود احمد قادری نے اپنے تذکرہ علمائے اہلِ سنت میں آپ کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا۔

ابوالحسنات کنیت، بمقام باندہ ذوقعدہ ۱۲۶۴ھ میں ولادت ہوئی گیارہ برس کی عمر میں حافظ قرآن مجید اور سترہ برس میں علوم متعارفہ کی والد بزرگوار مولانا عبدالحلیم قدس سرہ سے تحصیل کرکے فارغ ہوئے۔ دو بار حرمین معظمین کی حاضری و زیارت سے شاد کام ہوئے پہلی مرتبہ ۱۲۷۹ھ اور دُوسری بار ۱۲۹۶ھ میں۔ آپ کو شیخ الاسلام سید احمد دحلان مکی قدس سرہ سے سند حدیث حاصل تھی۔ ایک عالم آپ کے فیضان علم سے مستفید ہوا۔ درجنوں علوم و فنون کی کتابیں تصنیف کیں۔ نواب صدیق حسن بھوپالی کی غیر مقلدیت کی تردید میں رسالے تصنیف کئے۔ ۳۸ برس کی مختصر عمر میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔

حضرت مولانا محمد حسین الہ آبادی، حضرت مولانا سیّد عین القضاۃ

لکھنوی وغیرہ جیسے بڑے بڑے نامور علماء آپ کے شاگردوں میں سے ہیں- ۱۶ ربیع الاوّل ۱۳۰۴ھ بروز دو شنبہ آپ کا وصال ہوا- قبر باغ مولانا انوار میں پختہ بنی ہوئی ہے- راقم حالات نے ۹/ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ موافق ۱۳/ جون ۱۹۷۰ء بروز شنبہ ۱۲ بج کر پانچ منٹ پر آپ کے مرقد پر حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا- یہ مصرعہ تاریخ رحلت ہے-

شد فرنگی محل زعلم تہی (۱۳۰۴ھ)

تذکرہ علمائے اہلِ سنت صفحہ ۱۴۴

مزید معلومات کے لئے مقدمہ النافع الکبیر شرح الجامع الصغیر، مُقدمہ عمدۃ الدرایۃ فی حل شرح الوقایۃ، التعلیق الممجد علی مؤطاء محمد اور نزھتہ الخواطر وغیرہ کتب کا مطالعہ فرمائیں-

———

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کے لئے سب تعریفیں ہیں جس نے ہمیں ہدایت سے سرفراز فرمایا۔ اگر وہ ہمیں صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت نہ فرماتا تو ہم از خود کبھی ہدایت نہ پاسکتے۔ اس پاک ذات نے علمائے کرام کو انبیائے عظام کا وارث بنایا اور انہیں مزید فضیلت سے نوازا۔ ان کے درجات بلند فرمائے ان کے اجر کو کئی گنا فرمایا اور اجر جزیل کے ساتھ انہیں فضیلت بخشی۔ امت میں ہر صدی کے سرے پر مجدد(۱) مبعوث فرمانے کا اپنے نبی سے وعدہ فرمایا جو واضح انداز کے ساتھ حق کو حق کر دکھائے گا اور باطل کو باطل۔ وہ ذات پاک ہے اس کی شان کتنی عظیم ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کا کوئی مقابل نہیں۔ اس کی نظیر محال ہے۔

درود وسلام عرض کرتا ہوں اس پاک ذات کے رسول پر جو بنی آدم کے سردار اور کائنات کا فخر ہیں اور ان کا اسم گرامی "محمد" ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے پیروکاروں کے لئے ہدایت کے رستے واضح فرمائے۔ انہیں گمراہی کی راہوں سے بچایا۔ آپ خلق عظیم اور فضل جمیل کے مالک ہیں۔ درود وسلام آپ کی آل پاک، آپ کے صحابہ کرام نیز بڑے ثواب کے دن یعنی قیامت تک کے ہونے والے ان لوگوں پر ہو جو نیکی کے ساتھ ان کی

پیروی کرتے رہیں گے۔

حمد وصلوۃ کے بعد اپنے طاقتور پروردگار کے عفو کا اُمیدوار ابوالحسنات محمد عبدُالحی لکھنوی انصاری عرض گذار ہے اللہ تعالیٰ اس کے جلی و خفی گناہوں سے درگزر فرمائے کہ یہ رسالۂ لطیفہ اور عجالہ شریفہ ہے جس کا نام "تحفة النبلاء في جماعة النساء" ہے۔ اسے میں نے تالیف کیا ہے جب میرے ہم نشین علمائے کرام کے درمیان پانچ فرض اور دیگر نمازوں میں صرف عورتوں کی جماعت کا ذکر ہوا میں اپنے رب کے فضل و کرم سے اُمید رکھتا ہوں کہ وہ اسے فضلاء کی نظروں میں مقبول بنا دے گا۔ میں نے اِسے چند ابواب پر ترتیب دیا ہے، جو مقاصد پر مشتمل ہیں۔

— — —

باب اوّل

اس باب میں وہ احادیث(۲) و آثار درج ہیں جن سے فرضی اور نفلی نمازوں میں صرف عورتوں کی جماعت کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ نیز یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ امامت کی حالت میں ان کی امام کے کھڑا ہونے کی کیفیت کیا ہوتی ہے۔

سنن(۳) ابی داوٗد میں ہے۔

حدثنا عثمان بن ابی شیبة ثنا وکیع بن الجراح ثنا الولید بن عبدالله بن جمیع حدثتنی جدتی وعبدالرحمن بن خلاد الانصاری عن ام ورقه بنت نوفل ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم لماغزا بدرا قالت قلت یا رسول الله ائذن لی فی الغزو معک امرض مرضاکم لعل الله یرزقنی شهادة قال قری فی بیتک فان الله عزوجل یرزقک الشهادة قال فکانت تسمی الشهیدة قال و کانت قد قرات القرآن فاستاذنت النبی صلی الله علیه وآله وسلم ان تتخذ فی دارہا موذنا فاذن لها قال وکانت دبرت غلاما لها وجاریة فقاما الیها باللیل فغما بقطیفة لها حتی ماتت وذهبا فاصبح عمر رضی الله عنه فقام

فی الناس فقال من کان عندہ من ھذین علم اومن رآھما فلیجئنی بھما فامر بھما فصلبا فکانا اول مصلوب فی المدینہ(۴)

(ترجمہ : حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ جب جنگ بدر کے لِیے روانہ ہونے لگے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اپنے ہمراہ جنگ میں جانے کی اجازت عطا فرمایئے میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ جانے والے لشکر میں بیمار افراد کی تیمار داری کروں گی شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرمادے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے جواب ارشاد فرمایا تم اپنے گھر میں ٹھہری رہو اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت نصیب فرمائے گا (اس پر) ان کا نام شہیدہ پڑ گیا۔ وہ قرآن مجید پڑھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ سے اپنے گھر میں ایک مؤذن رکھنے کی اجازت طلب کی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے انہیں اجازت مرحمت فرمادی۔ ایک غلام اور ایک لونڈی کو انہوں نے مدبر بنا رکھا تھا۔ وہ رات کو اٹھے آپ ہی کی چادر سے آپ کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک آپ کی روح پرواز کر گئی اور خود بھاگ گئے۔ صبح کو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں میں اعلان فرمایا جس کے پاس ان دونوں کے بارے میں کوئی اطلاع ہو یا جس نے انہیں دیکھا ہو وہ انہیں پکڑ کر میرے پاس لے آئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں کو سولی دینے کا حکم دیا۔ یہ دونوں مدینہ منورہ میں سب سے پہلے سولی پر چڑھائے جانے والے تھے)۔

اسی میں ہے۔

اخرج عن الحسن بن حماد الحضرمی ثنا محمد بن الفضیل عن الولید بن جمیع عن عبدالرحمن ابن خلاد عن ام ورقة بنت عبدالله بن الحارث بھذا قال وکان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یزورها فی بیتها وجعل لها موذنا یوذن لها وامرها ان توم اهل دارها قال عبدالرحمن فانا رایت موذنها شیخا کبیرا(۵)

(ترجمہ : اس کا مضمون بھی پہلی روایت کی مانند ہے (لیکن اس میں یہ اضافہ ہے کہ) نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ بنفسِ نفیس ان کے گھر رونق افروز ہو کر ان سے ملاقات فرمایا کرتے تھے- آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کے لِئے ایک مؤذن مقرر فرما رکھا تھا جو ان کے لِئے اذان پڑھتا تھا حضرت عَبْدُالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے ان کے مؤذن کو دیکھا ہے وہ بہت بوڑھے تھے)-

حضرت شیخ اِبنِ عَبْدُالبر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الاستیعاب(۶) فی اخبار الاصحاب میں لکھا ہے کہ حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عَبْدُاللہ بن حارث بن عویمر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں- بعض علماء نے فرمایا وہ نوفل کی لختِ جگر تھیں- اپنی کنیت سے مشہور تھیں- آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نسب کے بارے میں تاریخ دانوں میں اختلاف ہے- نبی پاک صاحب لولاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ آپ کو شہیدہ کہا کرتے تھے- آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ جب غزوہ بدر کو روانہ ہونے لگے تو انہوں

نے عرض کی مجھے اپنے ہمراہ جانے کی اجازت دیجئے میں زخمیوں کا علاج کروں گی بیماروں کی تیمارداری کروں گی شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرما دے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے نصیب میں شہادت فرما دی ہے تم اپنے گھر میں ہی رہو تم شہیدہ ہو۔ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے انہیں حکم دے رکھا تھا کہ اپنے اہل خانہ کی امامت کرائیں۔ ان کا ایک مؤذن بھی تھا۔ آپ اپنے اہل خانہ کی امامت کراتی رہیں یہاں تک کہ آپ کے ایک غلام اور لونڈی نے آپ کا گلا گھونٹ دیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو مدبر بنا رکھا تھا۔ انہوں نے آپ کو خلافت فاروقی کے زمانہ میں شہید کر دیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کے قتل کی اطلاع ہوئی تو آپ نے لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر اعلان فرمایا کہ ام ورقہ کا گلا ان کے غلام اور لونڈی نے دبا کر ہلاک کر دیا ہے۔ وہ دونوں مفرور ہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں کو تلاش کرنے کا حکم دیا وہ دونوں پکڑے گئے اور آپ کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ آپ نے انہیں سولی پر چڑھا دیا۔ وہ دونوں مدینہ منورہ میں اسلامی دور کے پہلے سولی پر چڑھائے جانے والے تھے۔ حضرت فاروقِ اعظم فرمانے لگے اللہ تعالیٰ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ سچ فرمایا کرتے تھے جب آپ یوں فرماتے ہمارے ساتھ چلو شہیدہ سے ملاقات کو چلیں۔

کتاب اسد الغابة فی معرفة الصحابة(۷) میں حضرت امام ابنِ اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عَبْدُاللہ بن حارث بن عویمر کی

بیٹی تھیں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ان کے والد کا نام نوفل تھا۔ اپنی کنیت کے ساتھ مشہور تھیں۔ آپ کے نسب میں اختلاف ہے۔

اخبرنا عبدالوهاب الصوفی باسناده عن ابی داود نا عثمان بن شيبة نا وكيع انا الوليد بن عبدالله بن جميع حدثتنی جدتی وعبدالرحمن بن خلاد الانصاری عن ام ورقة بنت نوفل ان النبی صلی الله عليه وآله وسلم لما غزا بدرا الحديث انتهى

(اوپر مذکور حدیث اول کی سند، نیز متن کا حوالہ)

حضرت حافظ ابنِ حجر نے تلخیص الجبیر فی تخریج احادیث شرح الرافعی الکبیر(۸) میں حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی درج بالا حدیث ذکر کر کے فرمایا۔ "اس حدیث کو ابوداؤد، دار قطنی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یوں روایت کیا ان النبی صلی الله عليه وآله وسلم لما غزا بدرا (اوپر ذکر کردہ حدیث اوّل) اس حدیث میں یوں بھی ہے کہ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے انہیں اپنے اہلِ خانہ کی امامت کا حکم دیا اور اسی میں (آپ کی شہادت کا) قِصّہ ہے اور یوں بھی ہے کہ آپ کو شہیدہ کہا جاتا تھا۔ اس کی سند میں عَبْدُالرَّحمٰن بن خلاد رَحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ مجہول الحال(۹) ہیں"۔

حضرت امام بدرالدین عینی رَحمۃ اللہ علیہ نے البنایہ(۱۰) شرح الھدایہ میں تحریر فرمایا:

وقوله مع النساء فی حديث ام ورقة مقالا

اشارة الی ماقاله المنذری فی مختصره لسنن ابی داود ان فی سنده الولید بن جمیع وفیه مقال ولا یضره ذلک فان مسلما اخرج له وکفی هذا فی عدالته وثقته فان قلت قد قال ابن بطال فی کتابه الولید بن جمیع وعبدالرحمن بن خلاد لا یعرف حالیهما قلت ذکرهما ابن حبان فی الثقات فالحدیث اذا صحیح۔

(ترجمہ : صاحب الدرایہ کا یہ فرمانا کہ حدیث ام ورقہ میں گفتگو ہے۔ اس میں امام المنذری رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد کی جانب اشارہ ہے جو انہوں نے سنن ابی داؤد کے اپنے مختصر(۱۱) میں فرمایا ہے کہ اس حدیث کی سند میں الولید بن جمیع ہیں جن کے بارے میں علما نے گفتگو کی ہے' (صاحب الدرایہ نے امام منذری کے حوالہ سے جو اعتراض نقل کیا ہے خود) اس میں گفتگو ہے ان کے اعتراض سے حدیث کی صحت کو کچھ نقصان نہیں ہے کیونکہ امام مسلم نے ان (الولید بن جمیع) سے روایت کی ہے اس راوی کی عدالت اور ثقاہت کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ اگر تم کہو کہ ابنِ بطال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں لکھا کہ الولید بن جمیع اور عبدُالرحمٰن بن خلاد کا حال معلوم نہیں ہے۔ اس کے جواب میں' مَیں کہتا ہوں حضرت امام ابنِ حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں کا ذکر ثقات میں فرمایا ہے۔ اب تو یہ حدیث صحیح ٹھہری)۔

امام ابو عبدُاللہ الحاکم رحمۃ اللہ علیہ نے المستدرک(۱۲) میں لکھا۔

اخبرنا ابو عبدالله محمد بن عبدالله بن

الصفا ثنا احمد بن يونس الضبی ثنا عبدالله بن داود الخريبنی ثنا الوليد بن جميع عن ليلی بنت مالك وعبدالرحمن بن خالد الانصاری عن ام ورقة الانصارية ان رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم كان يقول انطلقوا بنا الی الشهيدة فنزورها وامر ان يوذن لها(۱۳) وتقام وتوم اہل دارها فی الفرائض قد احتج مسلم بالوليد بن جميع و هذه سنة غريبة لاا عرف فی الباب حديثا مسندا غير هذا۔

(ترجمہ : حضرت ام ورقہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے ساتھ چلو شہیدہ سے ملاقات کر آئیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے حکم دے رکھا تھا کہ ان کے لِئے اذان واقامت کہی جائے اور فرض نمازوں میں اپنے اہل خانہ کی امامت کیا کریں)۔

ولید بن جمیع رحمۃ اللہ علیہ سے امام مسلم نے احتجاج فرمایا ہے یہ ایک غریب سنت ہے اس بارے میں اس حدیث کے علاوہ کوئی اور مسند حدیث نہیں ہے۔

وقد روينا عن عائشة انها كانت تودن وتقيم وتوم النساء(۱۴)

(ترجمہ : حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اذان واقامت کہتیں اور عورتوں کی امامت فرمایا کرتی تھیں)۔

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب ثنا احمد بن عبد الجبار العطاردی ثنا عبداللہ بن ادریس عن لیث عن عطاء عن عائشۃ انہا کانت توذن وتقیم وتوم النساء وتقوم وسطہن (۱۵)

(ترجمہ : حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ اذان واقامت کہا کرتی تھیں عورتوں کی امامت کرایا کرتیں اور ان کے درمیان کھڑی ہوتی تھیں)۔

حضرت امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار (۱۶) میں تحریر فرمایا۔

اخبرنا ابو حنیفہ قال ثنا حماد عن ابراہیم عن عائشۃ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہا کانت توم النساء فی شہر رمضان فتقوم وسطا

(ترجمہ : ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رمضان المبارک کے ماہ مقدس میں امامت کراتیں اور عورتوں (کی صف) کے درمیان کھڑی ہوتیں)۔

(روایت حدیث کے بعد) امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

لایعجبنا ان توم المراۃ فان فعلت قامت فی وسط الصف مع النساء کما فعلت عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہو قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ کتاب الآثار مع شرح المختار ۱۶۴

(ترجمہ : ہمیں اچھا نہیں لگتا کہ عورت امامت کرائے اگر وہ ایسا کرے تو عورتوں کے ساتھ صف کے درمیان میں کھڑی ہو جیسا کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا، امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے)۔

امام ابنِ عدی رحمۃ اللہ علیہ نے الکامل (۱۷) اور امام ابو الشیخ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الاذان (۱۸) میں حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرمایا۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس علی النساء اذان ولا اقامۃ ولاجمعۃ ولااغتسال ولاتقدمھن امراۃ ولکن تقوم وسطھن

(ترجمہ : نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے کہ عورتوں کے ذمّہ اذان، اقامت، جمعہ اور غسل نہیں ہے۔ عورت (ان کی امامت کراتے ہوئے) ان کے آگے کھڑی نہ ہو لیکن ان کے درمیان کھڑی ہو)۔

علّامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے البنایہ (۱۹) میں لکھا۔

قلت فی سندہ الحاکم بن عبداللہ قال ابن معین لیس بثقۃ ولامامون وعن البخاری ترکوہ وعن النسائی متروک الحدیث، وکان ابن المبارک یوھنہ وانکر ابن الجوزی ھذا الحدیث فی کتابہ والتحقیق اذ لاتعرف مرفوعا انما ھو شیئی یروی عن الحسن

البصری وابراهیم النخعی۔

(ترجمہ : اس حدیث کی سند میں حاکم بن عَبدُاللہ ہیں۔ امام ابنِ معین نے ان کے متعلق فرمایا ■ ثقہ اور مامون نہیں ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ علماء نے انہیں ترک فرما دیا ہے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ ■ متروک الحدیث ہیں۔ حضرت امام ابنِ مبارک اسے کمزور قرار دیتے ہیں۔ علّامہ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں اس حدیث کا انکار کیا ہے۔ اور تحقیق یہ ہے کہ یہ حدیث مرفوع ہونے کے اعتبار سے غیر معروف ہے یہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے)۔

امام عَبدُالرزاق(۲۰) رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے المصنف اور ان کی سند سے امام(۲۱) دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اور امام(۲۲) بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو حازم سے انہوں نے رائطہ(۲۳) حنفیہ سے اور انہوں نے حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت فرمایا۔

انہا امتہن فقامت بینہن فی صلوۃ مکتوبۃ

(ترجمہ : آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کی فرض نماز میں امامت فرمائی اور ان کے درمیان کھڑی ہوئیں)۔

امام ابنِ ابی(۲۴) شیبہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے بعد امام(۲۵) حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے عطاء کے واسطہ سے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

انہا کانت تؤم النساء فتقوم وسطہن فی

الصف

(ترجمہ : آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورتوں کی امامت کرایا کرتی تھیں اور صف میں ان کے درمیان کھڑی ہوا کرتی تھیں)۔

حضرت امام(۲۶) شافعی رَحمۃ اللہ علیہ، امام(۲۷) اِبنِ ابی شیبہ رَحمۃ اللہ علیہ اور امام(۲۸) عَبدُالرزاق رَحمۃ اللہ علیہ نے روایت فرمایا۔

حدثنا سفیان بن عینیة عن عمار الذهنی عن امراة من قومه اسمها جحیره قالت امتنا ام سلمة قائمة وسط النساء

(ترجمہ : حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مستورات کی امامت کی اور ان کے درمیان کھڑی ہوئیں)۔

حضرت امام عَبدُالرزاق(۲۹) رَحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل الفاظ سے اس حدیث کو روایت فرمایا۔

امتنا ام سلمة فی صلاة العصر قامت بیننا

(ترجمہ : ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نماز عصر میں ہماری امامت فرمائی، آپ ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں)۔

آپ (امام عَبدُالرزاق) رَحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے اس حدیث کو امام(۳۰) دار قطنی رَحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت فرمایا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ(۳۱) رَحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ کے واسطہ سے حضرت ام الحسن رَحمۃ اللہ علیہا سے روایت فرمایا۔

انها رات ام سلمة زوج النبی صلی الله علیه وسلم توم النساء تقوم معهن فی صفهن

(ترجمہ : انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا کہ ان کے ساتھ ان کی صف میں کھڑی (ہو کر نماز پڑھا رہی) تھیں)۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب التلخیص (۳۲) میں اسی طرح لکھا ہے۔

امام عبدالرزاق (۳۳) رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

عن ابراهيم بن محمد عن داود بن الحصين عن عكرمة عن ابن عباس قال توم المراة النساء تقوم في وسطهن۔

(ترجمہ : عورت عورتوں کی امامت کرائے اور ان کے درمیان کھڑی ہو)۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے المستدرک (۳۴) میں روایت کی۔

عن عبدالله بن ادريس عن عطاء عن عائشة انها كانت توذن وتقيم وتوم النساء فتقوم وسطهن

(ترجمہ : حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ اذان واقامت پڑھا کرتیں (۳۵) اور عورتوں کی امامت فرمایا کرتیں تو ان کے درمیان کھڑی ہوتیں)۔

علامہ بدر الدین عینی (۳۶) رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح ذکر فرمایا۔

باب ثانی

اس مسئلہ کے بارے میں اختلافِ مذاہب نیز بعض احناف کے مسلک کا جائزہ

اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ صرف عورتوں کی جماعت جائز ہے یا ناجائز۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مُستحَبّ قرار دیا ہے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے، امام ابنِ منذر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مذہب بھی یہی نقل کیا ہے۔ ★

امام ابوثور، امام(۳۷) مزنی اور امام محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب شاذ ہے کہ انہوں نے عورتوں کی امامت کو مطلق جائز قرار دیا ہے۔ ان کے مقتدی مرد ہوں یا عورتیں۔

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نماز فرض اور نماز نفل میں عورت کسی کی امامت نہ کرائے۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے البنایہ(۳۸) میں اسی طرح ذکر فرمایا ہے۔

ہمارے اصحاب (احناف) کا مشہور مذہب یہ ہے کہ صرف عورتوں کی

جماعت مکروہ ہے۔ ہمارے اصحاب احناف کی کثیر فقہی کتب میں یہی مذکور ہے۔ انہوں نے اس کراہت کی مختلف وجوہات ذکر فرمائی ہیں اور درج بالا احادیث مبارکہ کے جوابات ارشاد فرمائے ہیں جو غیر شافی ہیں۔

اب ہم ان کی مشہور کتب سے کچھ عبارات نقل کرتے ہیں زاں بعد ان کے دلائل اور ان پر وارد ہونے والے اعتراضات درج کریں گے۔(۳۹)

علامہ ابنِ نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے البحرالرائق شرح کنزالدقائق میں لکھا ہے۔

وجماعة النساء ای وکره جماعة النساء لانها لاتخلو عن ارتکاب محرم وهو قیام الامام وسط الصف فیکره کالعراة کذا فی الهدایة وهو بدل علی انها کراهة تحریم لان التقدم واجب علی الامام للمواظبة من النبی صلی الله علیه وسلم علیه وترك الواجب موجب لکراهة التحریم المقتضیة للاثم(۴۰)

(ترجمہ ؛ صرف عورتوں کی جماعت مکروہ ہے کیونکہ وہ حرام کے ارتکاب سے خالی نہیں ہوتی اور (حرام فعل) امام کا صف کے درمیان کھڑا ہونا ہے لہٰذا جس طرح ننگے افراد کی جماعت مکروہ ہے یہ بھی مکروہ ہے۔ ہدایہ میں اسی طرح ہے۔ یہ عبارت دلالت کرتی ہے کہ اس میں کراہت تحریمی ہے۔ کیونکہ امام کا صف کے آگے کھڑا ہونا واجب ہے بدیں سبب کہ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اس پر مواظبت فرمائی ہے اور واجب کے ترک سے کراہت تحریمی لازم آتی ہے اور کراہت

تحریمی سے گناہ)۔

(پھر فرمایا)۔

فان فعلن يقف الامام وسطهن كالعراة(۴۱) لان عائشة رضى الله عنها فعلت كذلك وحمل فعلها الجماعة على ابتداء الاسلام ولان فى التقدم زيادة الكشف(۴۲)

(ترجمہ : اگر صرف عورتیں جماعت کا اہتمام کریں تو ان کی امام ان کے درمیان (صف میں) کھڑی ہو۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایسا ہی کیا۔ آپ کے اس فعل کو ابتدائے اسلام پر محمول کیا گیا ہے۔ نیز ان کے امام کے آگے کھڑا ہونے میں زیادہ بے ستری ہے)۔

رمز الحقائق شرح کنز الدقائق تالیف امام بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔

وكره ايضا جماعة النساء لانها لاتخلو عن نوع حرام فان فعلن يعنى فان اردن يصلين جماعة تقف الامام منهن وسطهن تحرزا عن زيادة الكشف كالعراة فانهم اذا صلو الجماعة يقف الامام وسطهم(۴۳)

(ترجمہ : عورتوں کی جماعت بھی مکروہ ہے کیونکہ وہ حرام کی نوع سے خالی نہیں ہوتی اگر وہ ایسا کریں یعنی جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا ارادہ کریں تو بے ستری سے بچنے کے لیے ان کی امام ان کے درمیان کھڑی ہو۔ جس طرح کہ ننگے افراد نماز پڑھتے ہیں کیونکہ جب وہ

جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں ان کا امام، اسی علت کے باعث جو ہم نے بیان کردی، درمیان میں کھڑا ہوتا ہے)۔

مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے۔

وکذا یکرہ جماعۃ النساء لانہ یلزمھن احد المحظورین اما قیام الامام وسطھن او تقدمہ و ھما مکروھان فی حقھن کراھۃ تحریم الا فی صلوۃ الجنازۃ فانھا لاتکرہ فیھا لانھا فریضۃ فلا تترک بالمحظور فان فعلن ای صلین بجماعۃ وارتکبن الکراھۃ یقف الامام وسطھن لان عائشۃ فعلت کذلک حین کانت جماعتھن مستحبۃ ثم نسخ الاستحباب(۴۴)

(ترجمہ : اسی طرح عورتوں کی جماعت مکروہ ہے کیونکہ اس سے دو ناجائز کاموں میں سے ایک ضرور لازم آتا ہے یا تو ان کی امام ان کے درمیان کھڑی ہوگی یا ان سے آگے کھڑی ہوگی اور یہ دونوں صورتیں ان کے حق میں مکروہ تحریمی ہیں۔ ہاں نماز جنازہ میں یہ مکروہ نہیں ہے کیونکہ وہ فرض ہے لہٰذا اسے کراہت کے باعث ترک نہ کیا جائے گا۔ اگر وہ ایسا کریں یعنی جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں اور کراہت کا ارتکاب کریں تو ان کی امام ان کے درمیان کھڑی ہو کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایسا ہی کیا تھا جب ان کی جماعت مُستحَب تھی پھر اس کا استحباب منسوخ ہوگیا)۔

السراج(۴۵) میں ہے۔

انما ارشد الی التوسط لانہ اقل کراھۃ من

التقدم لكن لابد ان يتقدم عقبها من عقب من خلفها ليصح الاقتداء حتى لو تاخر لم يصح۔

(ترجمہ : (مستورات کی امام کو) درمیان میں کھڑا ہونے کا حکم دیا کیونکہ اس صورت میں آگے کھڑے ہونے کی نسبت تھوڑی کراہت ہے لیکن اس صورت میں ضروری ہے کہ اس کی ایڑیاں اس کی مقتدی عورتوں کی ایڑیوں سے آگے ہوں تاکہ اقتداء دُرست ہوسکے اگر امام کی ایڑیاں پیچھے ہوں گی تو اقتداء ہی درست نہ ہوگی)۔

امام فخر الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں تحریر فرمایا۔

وجماعة النساء اى كره جماعة النساء وحدهن لقوله عليه الصلاة والسلام صلاة المراة فى بيتها افضل من صلاتها فى حجرتها وصلاتها فى مخدعها افضل من صلاتها فى بيتها ولانه يلزمهن احد المحظورين اما قيام الامام وسط الصف وهو مكروه اوتقدم الامام وهو ايضا مكروه فى حقهن فصرن كالعراة لم يشرع فى حقهن الجماعة اصلا ولهذا لم يشرع لهن الاذان وهو دعاء الى الجماعة ولولا كراهية جماعتهن لشرع فان فعلن يقف الامام وسطهن كالعراة لان عائشة رضى الله عنها فعلت كذلك

حين كانت جماعتهن مستحبة ثم نسخ الاستحباب ولانها ممنوعة عن البروز ولا سيما فى الصلاة ولهذا كان صلاتها فى بيتها افضل وتنخفض فى سجودها ولاتجافى بطنها عن فخذيها وفى تقديم امامتهن زيادة البروز فيكره(۴٦)

(ترجمہ) صرف عورتوں کی جماعت مکروہ ہے کیونکہ نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے عورت کا اپنے کمرے میں نماز ادا کرنا اپنے گھر میں ادا کرنے سے بہتر ہے اور پچھلے کمرے میں نماز ادا کرنا پہلے کمرے میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے(۴۷) جماعت کی صورت میں دو ناجائز کاموں میں سے ایک ضرور لازم آتا ہے یا تو امام کا صف کے درمیان میں کھڑا ہونا اور یہ مکروہ ہے یا ان کی امام کا صف سے آگے کھڑا ہونا یہ صورت بھی ان کے لِئے مکروہ ہے تو ان کا حکم ننگے افراد کی جماعت کا ہوگیا۔ ان کے لِئے جماعت جائز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے لئے اذان کہنا بھی ناجائز ہے حالانکہ وہ جماعت کے لِئے بلاوا ہے۔ اگر ان کی جماعت مکروہ نہ ہوتی تو ان کے لِئے اذان کہنا بھی دُرست ہوتی۔ اگر وہ ایسا کریں تو ان کی امام ننگے افراد کی طرح جماعت کرانے کے وقت درمیان میں کھڑی ہو۔ کیوں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایسا ہی کیا جبکہ ان کے لِئے جماعت مُستحَب تھی۔ پھر یہ استحباب منسوخ ہوگیا۔ اور چونکہ ان کو بے پردگی سے بالخصوص دورانِ نماز روکا گیا ہے اسی لِئے ان کے لِئے اپنے گھر میں نماز ادا کرنا افضل ہے۔ نیز وہ سجدہ میں زمین کی جانب جھک جائے گی اپنے رانوں سے

پیٹ کو الگ نہ رکھے گی- ان کی امام کو آگے کھڑا کرنے میں زیادہ بے پردگی ہے- اس لیے یہ بھی مکروہ ہے)-

المجتبیٰ(۴۸) شرح مختصر قدوری للزاہدی میں ہے-

یکرہ للنساء ان یصلین وحدھن جماعة فان فعلن وقف الامام وسطھن کالعراۃ وقال الشافعی یستحب کالرجل لحدیث رابطة ان عائشة امتنا فقامت وسطنا ولنا ان جماعتھن لوکانت مشروعة فکرہ ترکھا ولشاع کشیوع جماعة الرجال وحدیث رابطة کان فی ابتداء الاسلام ووقوف الامام وسطھن استر لھن فکان اولی-

(ترجمہ : صرف عورتوں کا جماعت سے نماز ادا کرنا مکروہ ہے اگر وہ ایسا کریں تو ننگے افراد کے امام کی مانند ان کی امام ان کے درمیان کھڑی ہو، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عورتوں کا جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا مردوں کی جماعت کی مانند مستحب ہے- ان کی دلیل حضرت رابطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث مبارک ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہماری امامت کرائی اور وہ ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں- ہماری دلیل یہ ہے کہ اگر ان کی جماعت جائز ہوتی تو اس کا ترک مکروہ ہوتا اور ان کی جماعت بھی اتنی ہی عام ہوتی جتنی کہ مردوں کی جماعت ہوتی ہے- حضرت رابطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کا تعلق ابتدائے اسلام سے ہے عورتوں کی امام کا ان کے درمیان کھڑا ہونا زیادہ پردہ کا باعث ہے- لہٰذا یہ صورت بہتر ہے)-

مختصر القدوری کی شرح جامع المضمرات(۴۹) میں ہے۔

فان فعلن وقف الامام وسطهن لان عائشة فعلت كذلك وحمل فعلها الجماعة على ابتداء الاسلام ولان فى التقدم زيادة الكشف۔

(ترجمہ : اگر وہ جماعت کرائیں تو ان کی امام ان کے درمیان کھڑی ہو کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایسا ہی کیا تھا آپ کے جماعت کرانے کے عمل کو ابتدائے اسلام پر محمول کیا گیا ہے۔ نیز امام کے آگے کھڑے ہونے میں زیادہ بے پردگی ہے)۔

النہر الفائق شرح کنز الدقائق(۵۰) میں ہے۔

وكره ايضا تحريما جماعة النساء للزوم احد المكروهين اعنى قيام الامام وسط الصف او تقدمه ولافرق فى ذلك بين الفرائض وغيرها كالتراويح الا فى صلوة الجنازة و دل كلامه على انها صحيحة اذا الكراهة لاتنافى الصحة قال فى السراج الا اذا استخلفها الامام وكان خلفه رجال ونساء حيث تفسد صلوة الكل اما الرجال فظاهر واما النساء فلانهن دخلن فى تحريمة كاملة

(ترجمہ : صرف عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے کیونکہ دو کراہتوں میں سے ایک ضرور لازم آتی ہے یعنی امام کا صف کے درمیان کھڑا ہونا یا اس کا آگے کھڑا ہونا۔ فرائض اور غیر فرائض میں اس حکم کراہت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہاں نماز جنازہ مستثنیٰ ہے مصنف علیہ الرحمۃ کا کلام

میں اس امر پر دلالت ہے کہ ان کی جماعت صحیح ہے (یعنی فرض کی ادائیگی ہو جاتی ہے) کیونکہ کراہت صحت کے منافی نہیں ہے۔ السراج الوہاج میں فرمایا مگر اس صورت میں عورت کی امامت دُرست نہ ہوگی جبکہ امام نے کسی عورت کو خلیفہ بنایا جبکہ اس کی اقتداء میں مرد اور عورتیں نماز ادا کر رہے ہوں اس صورت میں تمام کی نماز فاسد ہو جائے گی مردوں کی نماز کا فاسد ہونا تو ظاہر ہے عورتوں کی نماز اس لئے فاسد ہوگی کہ انہوں نے کامل طور پر نماز شروع کی تھی۔ (اب عورت کی امامت سے اس میں نقص آگیا ہے))۔

منح الغفار شرح تنویر الابصار(۵۱) میں ہے۔

وجماعة النساء فی غیر صلوة الجنازة لانها لاتخلو عن ارتکاب محرم وهو قیام الامام وسط الصف فیکره کالعراة کذا فی الهدایة هویدل علی انها کراهة التحریم المقتضیة للاثم

(ترجمہ : نماز جنازہ کے علاوہ باقی نمازوں میں صرف عورتوں کی جماعت مکروہ ہے کیونکہ ان کی جماعت حرام فعل سے خالی نہیں۔ ان کی امام صف کے درمیان کھڑی ہوگی جیسا کہ ننگے افراد کا امام درمیان صف کھڑا ہوتا ہے یہ مکروہ ہے ہدایہ میں ایسے ہی ہے یہ امر اس پر دال ہے کہ یہ کراہت تحریمی ہے جس کے ارتکاب سے گناہ لازم آتا ہے)۔

ہدایہ(۵۲) میں ہے۔

یکره للنساء ان یصلین وحدهن الجماعة لانها لاتخلو عن ارتکاب المحرم وهو قیام

الامام وسط الصف فيكره كالعراة وان فعلن قامت الامام وسطهن لان عائشة فعلت كذلك وحمل فعلها الجماعة على ابتداء الاسلام ولان فی التقدم زيادة الكشف۔

(ترجمہ : صرف عورتوں کو جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا مکروہ ہے کیونکہ وہ حرام کے ارتکاب سے خالی نہیں ہوتی اور وہ امام کا صف کے درمیان کھڑا ہونا ہے لہٰذا ننگے افراد کی جماعت کی مانند مکروہ ہوگی اور اگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں ان کی امام درمیان میں کھڑی ہو کیونکہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایسا ہی کیا تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جماعت کرانے کو ابتدائے اسلام پر محمول کیا گیا ہے اور اس کے آگے کھڑا ہونے میں زیادہ بے پردگی ہے)۔

درج بالا عبارات اور ان کی مانند دیگر عبارات، جو فقہائے احناف کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں، سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے صرف عورتوں کی جماعت پر مکروہ اور غیر مشروع ہونے کا جو حکم صادر فرمایا ہے اس کی مختلف وجوہات بیان فرمائی ہیں۔

(ہم ان کے بیان کردہ اسباب و وجوہات کراہت کا چند فصلوں میں جائزہ لیتے ہیں)

فصل اوّل

دلیل کراہت :

بہت سے علمائے کرام نے فرمایا کہ صرف عورتوں کی جماعت میں دو ناجائز کاموں میں سے ایک کا ارتکاب لازم آتا ہے یا تو امام(۵۳) اپنی مقتدی عورتوں سے آگے کھڑی ہوگی یا ان کے درمیان کھڑی ہوگی یہ دونوں صورتیں ممنوع ہیں پہلی صورت اس لیے کہ اس میں زیادہ بے پردگی لازم آتی ہے جبکہ مستورات کو پردہ کا حکم ہے حالت نماز میں اس کی تاکید زیادہ ہے۔ دُوسری صورت میں کراہت کا باعث یہ ہے کہ امام پر صف سے آگے کھڑا ہونا واجب ہے کیونکہ نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس پر مواظبت فرمائی ہے۔

اس دلیل پر کئی طریقوں سے کلام ہے۔

پہلا جواب :

نمازِ جنازہ میں ان کی امامت مکروہ نہیں ہے نیز دو حرام فعلوں میں سے ایک کے ارتکاب کے باوجود عدم کراہت کا حکم باقی رہنا دُرست نہیں ہے۔ امام اکمل الدین البابرتی رحمۃ اللہ علیہ نے العنایہ(۵۴) حاشیہ الہدایہ میں اسی طرح تحریر فرمایا ہے۔

پھر اس اشکال کا جواب امام بابرتی(۵۵) رحمۃ اللہ علیہ نے یوں دیا ہے۔

عام نمازوں میں ان کے لئے ترک جماعت کا اس لئے ہے کہ سنت اور کراہت دونوں جمع ہوتی ہیں۔ لہٰذا کراہت کی وجہ سے سنت کو ترک کر دیا گیا، لیکن نماز جنازہ میں فرض اور کراہت جمع ہوتے ہیں۔ کیونکہ عورتیں نماز جنازہ اگر باجماعت ادا کریں ان کی امام ان کے درمیان کھڑی ہوگی وہ ایک فرض کو ادا کر لیں گی کیونکہ نماز جنازہ فرض ہے، اگرچہ انہوں نے مکروہ کا ارتکاب کر لیا۔ بصورتِ دیگر اگر وہ اکیلی اکیلی نماز جنازہ ادا کریں گی مکروہ تو ترک ہو جائے گا لیکن اس صورت میں کچھ عورتوں سے فرض ساقط ہو جائے گا یہ بھی ممکن ہے کہ (الگ الگ یک بارگی نماز پڑھنے کی صورت میں) ان میں سے ایک عورت باقی عورتوں سے پہلے نماز جنازہ سے فارغ ہو جائے۔

میں کہتا ہوں کہ حاشیہ نگاروں اور شرح نویسوں کی ایک جماعت نے اسی طرح ذکر فرمایا ہے۔

چنانچہ امام کمال الدین ابنِ ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر(۵۶) میں لکھا۔

واعلم ان جماعتهن لاتكره فى صلاة الجنازة لانها فريضة وترك التقدم مكروه فدار الامر بين فعل المكروه بفعل الفرض اوترك الفرض لتركه فوجب الاول بخلاف جماعتهن فى غيرها ولوصلين فرادى فقد تسبق احداهن فتكون صلاة الباقيات نفلا والتنفل بها مكروه فيكون فراغ تلك موجبا مفساد الفريضة لصلاة الباقيات۔

(ترجمہ : صرف عورتوں کی جماعت نماز جنازہ میں مکروہ نہیں۔ کیونکہ نماز جنازہ فرض ہے۔ اور امام کا آگے کھڑا نہ ہونا مکروہ ہے۔ اب اس معاملہ کی صورتیں ہوسکتی ہیں مکروہ کا ارتکاب کرکے فرض سے سبکدوشی حاصل کی جائے یا مکروہ کو ترک کرنے کے لیے فرض کو بھی چھوڑ دیا جائے پہلی صورت واجب ہے۔ نماز جنازہ کا مسئلہ ان کی دوسری نمازوں کی جماعت سے مختلف ہے اور اگر ہر عورت الگ الگ نماز جنازہ پڑھنا شروع کرے تو ممکن ہے کہ ان میں ایک دوسری عورتوں سے پہلے ادا کرے اس طرح باقی عورتوں کی نماز جنازہ نفل ٹھہرے گی۔ اور نماز جنازہ کو بطور نفل پڑھنا مکروہ ہے تو اس ایک کے نماز سے فارغ ہونے سے دوسری عورتوں کی نماز کی فرضیت ختم ہو جائے گی)۔

امام زین الدین ابنِ نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے البحر الرائق(۵۷) شرح کنزالدقائق میں لکھا۔

واستثنی الشارحون جماعتهن فی صلاة الجنازة فانها لاتکره لانها فریضة وترك التقدم مکروه فدارالامر بین فعل المکروه لفعل الفرض اوترك الفرض لترکه فوجب الاول

(ترجمہ : شارحین نے عورتوں کی نماز جنازہ کی جماعت کا استثناء فرمایا ہے کہ یہ مکروہ نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ نماز فرض ہے اور امام کا آگے کھڑا نہ ہونا مکروہ ہے۔ معاملہ دو صورتوں میں گردش کرنے لگا یا تو فرض کی ادائیگی کے لیے مکروہ فعل کا ارتکاب کر لیا جائے اور یا مکروہ فعل کے ترک کرنے کی خاطر فرض کو خیرباد کہہ دیا جائے اندریں حالات

پہلی صورت واجب ٹھہری)۔

حضرت امام طحطاوی(۵۸) رحمۃ اللہ علیہ نے مراقی الفلاح کے حواشی میں فرمایا۔

لاتکرہ جماعتهن فیها لانها لم تشرع مکررة فلوانفردت تفوتهن ولوامت المراة فی صلاة الجنازة رجالا لاتعاد لسقوط الفرض بصلاتها

(ترجمہ : نماز جنازہ میں عورتوں کی جماعت مکروہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس نماز میں تکرار نہیں ہے۔ اگر ایک عورت پڑھ لے باقی عورتوں سے ■ نماز رہ جائے گی اور اگر نماز جنازہ میں مردوں کی امامت عورت کرائے تو دوبارہ ادا نہیں کی جائے گی کیونکہ عورت کے پڑھنے سے اس کی فرضیت ساقط ہوگئی)۔

(درج بالا تین فقہائے کرام کی کتابوں کے حوالے آپ نے ملاحظہ کیئے) اسی طرح دیگر کتب میں بھی ہے لیکن زیرک انسانوں پر اس کی خامیاں پوشیدہ نہیں ہیں۔

پہلی خامی!

حضرت علامہ ابنِ عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے ردالمحتار(۵۹) علی الدرالمختار میں اوپر درج شدہ فتح القدیر کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھا۔

ومفاده ان جماعتهن فی صلاة الجنازة واجبة حیث لم یکن غیرهن ولعل وجهه الاحتراز عن فساد فرضیة الباقیات اذا سبقت احداهن وفیه ان الرجال لو صلوا منفردین یلزم فیها

مثل ذلک فیلزم علیه وجوب جماعتهم فیها مع ان المصرح به ان الجماعة فیها غیر واجبة۔

(ترجمہ : اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر عورتوں کے سوا کوئی اور موجود نہ ہو تو ان کے لئے جماعت سے نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے۔ شاید اس حکم کی وجہ یہ ہے کہ انفرادی طور پر عورتوں کی نماز جنازہ کی صورت میں جب ان میں سے ایک نماز سے فارغ ہو جائے تو باقی عورتوں کی نماز کی فرضیت کو باطل ہونے سے بچایا جائے۔ لیکن اس صورت میں یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ صرف مردوں کے اکیلے اکیلے نماز جنازہ ادا کرنے کی صورت میں بھی اسی طرح لازم آتا ہے۔ لہٰذا مردوں پر بھی نماز جنازہ کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا واجب ہونا چاہئے۔ حالانکہ اس امر کی تصریح کی گئی ہے نماز جنازہ میں جماعت واجب نہیں ہے)۔

دوسری خامی :

اس اشکال کا حل ہے وہ یوں کہ اس امر پر اتفاق ہے کہ نماز جنازہ میں جماعت واجب نہیں ہے جیسا کہ علمائے کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے، نیز اس بات کی بھی صراحت فرما دی ہے کہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے ایک آدمی کے پڑھ لینے سے سب کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جاتا ہے اگر کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب پر فرض ہے یعنی ہر شخص پر اس کی ادائیگی فرض ہے۔ اگر جنازہ آگیا اور وہاں کوئی مرد نہ ہو تو دو ناجائز امور میں سے ایک کے ارتکاب کے ساتھ عورتوں کی جماعت ضروری نہیں اور نہ ہی یہ ضروری ہے

کہ سب عورتیں انفرادی طور پر (بغیر جماعت کے) نماز جنازہ پڑھیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہو ان میں سے بعض کی نماز نفل ٹھہرے جبکہ ان میں سے کوئی عورت پہلے نماز سے فارغ ہو جائے۔ بلکہ ایسی صورت میں ایک عورت کا انفرادی طور پر نماز ادا کرنا کافی ہے۔ اس طرح سب عورتوں سے فرض ساقط ہو جائے گا اور انہیں کسی ناجائز امر کا ارتکاب بھی نہیں کرنا پڑے گا۔

خلاصہ یہ کہ (قائلین کراہت نے مقام دلیل میں جو کہ فرمایا کہ) نماز جنازہ کی صورت میں دو ناجائز کاموں میں سے ایک کا ارتکاب لازم آتا ہے ان کی یہ دلیل ابتداء سے اب تک ٹوٹی ہوئی ہے۔ ان کا یہ کہنا بھی بے فائدہ ہے کہ فرض کی ادائیگی کے لیئے ناجائز کام کا ارتکاب جائز ہے۔ کیونکہ (عورتوں کی) وہ جماعت جس سے یہ (ناجائز کام) لازم آتا ہے سرے سے فرض ہی نہیں فرض تو صرف نماز جنازہ ہے (نہ کہ اس کا جماعت ادا کرنا) اور وہ بھی فرض کفایہ ہے فرض عین نہیں ہے۔ اور نفس فرض کی ادائیگی کسی ناجائز کام کے ارتکاب پر موقوف نہیں ہے۔ لہٰذا قائلین کراہت علمائے عظام کا یہ ارشاد دارالامر بین الفعل المکروہ لفعل الفرض او ترک الفرض فوجب الاول (صرف عورتوں کی نماز جنازہ کی جماعت کی حالت میں صرف دو صورتیں ہوسکتی ہیں یا تو فرض کی ادائیگی کے لیئے فعل مکروہ کا ارتکاب کر لیا جائے یعنی عورتوں کی امام کو صف کے درمیان کھڑا کر لیا جائے یا فرض ہی کو ترک کر دیا جائے لہٰذا پہلی صورت واجب ہے) سرے سے دُرست ہی نہیں، کیونکہ ترک فرض لازم آئے بغیر مکروہ کو ترک کرنا ممکن ہے (یعنی اندریں حالت ایک تیسری صورت بھی ہے جس کو اپنا کر فرض سے سبکدوشی ہوسکتی

ہے اور مکروہ کا ارتکاب بھی لازم نہیں آتا) کہ صرف ایک عورت انفرادی طور پر نماز جنازہ ادا کرے اس طرح سے سب عورتوں سے فرض ساقط ہو جائے گا- یہ دلیل اس صورت میں درست ہوتی جب نماز جنازہ کی جماعت فرض ہوتی یا فرض عین ہوتی- جب ایسی صورت نہیں تو دلیل بھی تام نہیں ہے-

دوسرا جواب :

صاحب العنایہ امام اکمل الدین البابرتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا-

ان التعليل بزيادة الكشف غير صحيح لبقاء الحكم بدونها فان المراة لوبست ثوبا حشوا من قرنها الى قدمها وامت النساء خاصة ولارجل ثمه فانه لاكشف هناك اصلا فضلا عن الزيادة(٦٠)

(ترجمہ : جماعت نساء کی کراہت کی دلیل میں یہ کہنا کہ اس میں زیادہ بے ستری ہوتی ہے دُرست نہیں- کیونکہ یہ حکم کراہت زیادتِ کشف (بے ستری کے زیادہ ہونے) کی صورت میں باقی رہتا ہے- اس کا ثبوت یہ ہے کہ اگر کوئی عورت سر کی چوٹی سے لے کر قدم تک زائد کپڑا پہن کر صرف عورتوں کی امامت کرائے جبکہ اس جگہ کوئی مرد نہ ہو زیادہ بے پردگی کی بات تو بر طرف وہاں بالکل بے پردگی نہ ہوگی)-

پھر خود ہی اس کا جواب ارشاد فرمایا-

ان ذلك نادر لاحكم له على ان ترك التقدم ثابت بالسنة والتعليل لايضاحها(٦١)

(ترجمہ : ایسا ہونا (کہ عورت سر تا بقدم زائد کپڑا پہن لے اور ایسی جگہ

امامت کرائے جہاں کوئی مرد نہ ہو) نادر ہے اور نادر صورت پر حکم نہیں ہے علاوہ بریں عورتوں کی امام کا آگے کھڑا نہ ہونا سنت سے ثابت ہے اور یہ علت تو اس کی وضاحت کے لئے ہے)۔

میں کہتا ہوں یہ جواب بے فائدہ ہے کیونکہ فقہائے کرام کے ظاہر کلام میں عورت امام کے اپنی مقتدی عورتوں سے آگے کھڑے ہونے کی صورت میں یہ حکم لگایا گیا ہے کہ اس سے بے پردگی بلکہ بے پردگی کی زیادتی لازم آتی ہے اور یہ حکم باطل ہے کیونکہ آگے کھڑی (ہو کر امامت کرانے والی) عورت اگر سر کی چوٹی سے قدم تک کپڑا پہنے ہوئے ہو تو ایسی صورت میں بے پردگی کی زیادتی تو کجا بے پردگی سرے سے ہی نہ ہوگی اور یہ صورت نادر بھی نہیں ہے۔

علامہ بدرالدین العینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کا رد فرمایا ہے انہوں نے صاحب العنایہ کے کلام کو نقل کرنے کے بعد فرمایا۔

لانسلم انه نادر لان المراة شانها التستر فی کل الاحوال لاسیما فی الصلوة خصوصا اذا امت فانها تحترز عن انکشاف شی من اعضائها غایة الاحتراز فح لا یوجد الکشف اصلا فضلا عن زیادته وقوله علی ان ترک التقدیم الی آخره فیه نظر لا نه لم یبین السنة التی دلت علی ترک التقدم(٦٢)

(ترجمہ : ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ یہ صورت نادر ہے کیونکہ عورت کی حالت ہر حال میں باپردہ رہنا ہے بالخصوص نماز میں۔ اس سے بھی

زیادہ پردہ کا خیال کرتی ہے جبکہ وہ امامت کرا رہی ہو کیوں وہ اپنے جسم کے کسی حصہ کی بے پردگی سے شدید احتراز کرتی ہے ایسی صورت میں بے پردگی تو بالکل نہ ہوگی زیادہ بے پردگی تو دور کی بات ہے۔ نیز صاحب العنایہ کا یہ فرمانا کہ آگے کھڑا نہ ہونا سنت سے ثابت ہے محل نظر ہے کیونکہ انہوں نے وہ سنت تو بیان نہیں فرمائی جو آگے کھڑا ہونے کے ترک پر دلالت کرتی ہے)۔

تیسرا جواب :

یہ جواب دُوسرے جواب کے قریب قریب ہے اور عرصہ دراز سے میرے دل میں کھٹک رہا ہے کہ عورتوں کی امام کا آگے کھڑا ہونا صرف اس صورت میں بے پردگی کا باعث ہوتا ہے جب اس نے پورے بدن کا ساتر لباس نہ پہنا ہوا ہو لہٰذا کیوں نہ حکم دیا کہ ان کی امام پردے کا پورا اہتمام کرکے آگے کھڑی ہو تاکہ دو ناجائز کاموں میں سے کوئی ایک لازم نہ آئے نیز کراہت کا کوئی سبب نہ پایا جائے ★

چوتھا جواب :

یہ جواب بھی ایک عرصہ سے میرے دل میں ہے (کہ ہم پوچھتے ہیں بے پردگی سے کونسی بے پردگی مراد ہے) اگر اس سے مراد وہ بے پردگی ہے جس کو نماز اور بیرون نماز دونوں حالتوں میں ڈھانپنا واجب ہے تو صف کے آگے کھڑا ہونے سے تو لازم نہیں آتی اور اگر اس سے مراد ان اعضا کا ننگا ہونا ہے جن کا پردہ واجب نہیں تو ان کا بے پردہ ہونا نماز کے بھی منافی نہیں

چہ جائیکہ جماعت کی کراہت کا باعث ہو اور اس سے مراد اگر یہ ہے کہ عورت جب آگے کھڑی ہوگی تو دُوسری مستورات سے جدا ہو جائے گی اور دیکھنے والوں کو ان کے درمیان ممتاز نظر آئے گی تو یہ ایسا معاملہ ہے جس کے ناجائز ہونے پر کوئی دلیل نہیں علاوہ بریں اگر عورت تنہا نماز ادا کر رہی ہو تو اس صورت میں بھی یہ لازم آتا ہے۔

اگر کوئی شخص یوں کہے کہ عورت کو چاہئے کہ خوب باپردہ رہے بالخصوص نماز کی حالت میں جو کہ رب تعالیٰ سے مناجات کی حالت ہوتی ہے اور عورت کا صف سے آگے کھڑا ہونا اس حالت کو ختم کر دیتا ہے جیسا کہ صاحب النہایہ نے فرمایا۔

ان قیل یجوز للمراۃ التقدم بلا کشف العورۃ بلبس الثوب من الفرق الی القدم قلنا یجب علی المراۃ ان تکون علی استر الاحوال لا سیما فی الصلوۃ ولا شک ان التوسط فیہ الستر اکثر من التقدم(۶۳) انتہی ملخصا۔

(ترجمہ ؛ اگر کوئی کہے کہ عورت (امام) کو بے پردگی کے بغیر صف سے آگے کھڑا ہونا جائز ہے جبکہ سر سے پاؤں تک کپڑے پہنے ہوئے ہو تو اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ عورت پر خوب باپردہ حالت میں رہنا واجب ہے بالخصوص حالت نماز میں اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ درمیان میں کھڑا ہونے کی صورت میں آگے کھڑا ہونے کی نسبت پردہ زیادہ ہوتا ہے)۔

صاحب النہایہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کا حضرت احمد بن یحییٰ بن

محمد بن سعد التفتازانی معروف بہ شیخ الاسلام ابروی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الوقایہ کے حواشی میں ردّ فرمایا ہے۔ ان کے الفاظ یوں ہیں۔

اقول لا یتفاوت النظر الی العورۃ بان یکون الناظر مقتدیا لصاحب العورۃ او لا فیجب ان لایجوز صلوۃ المراۃ وحدھا قدام امراۃ اخری وبالجملۃ بمجرد انه یجب علی المراۃ ان تکون علی استر الاحوال لایظھر القول بحرمۃ تقدمھا فی الثوب الساتر من الراس الی القدم سیما فی غیرہ الصلوۃ(۶۴)

(ترجمہ: میں کہتا ہوں مقام ستر پر نظر پڑنے میں دیکھنے والے کا صاحب ستر کے مقتدی ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ (یعنی دونوں صورتوں میں مقام ستر پر نظر پڑ سکتی ہے دیکھنے والا صاحبِ ستر کی اقتداء میں ہو یا نہ ہو) تو اندریں حالات یہ حکم ضروری ہو گا کہ یک عورت کی نماز دُوسری عورت کے آگے دُرست نہیں ہوتی (حالانکہ ایسا حکم نہیں ہے) خلاصہ یہ کہ یہ تسلیم کرنے کے باوجود کہ عورت کو خوب باپردہ رہنا واجب ہے یہ حکم ثابت نہیں ہوتا کہ عورت کو سر سے لے کر قدم تک پردہ کرنے والا کپڑا پہن کر صف کے آگے بالخصوص بحالت غیر نماز، کھڑا ہونا حرام ہے)۔

علاوہ ازیں ہم پوچھتے ہیں کہ عورت کے خوب باپردہ ہونے کے وجوب سے کیا مراد ہے۔ اگر کہا جائے اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے تمام مقاماتِ ستر ڈھانپنا ہے تو یہ حکم تو ہر وقت اس پر واجب ہے صرف آگے کھڑا

ہونا اس کا منافی نہیں۔ اور اگر کہا جائے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنا تمام بدن ڈھانپے رہے تو یہ واجب ہی نہیں نہ حالتِ نماز میں نہ حالتِ غیر نماز میں اس بارے میں آخری بات یہ ہو سکتی ہے کہ ایسا کرنا (تمام بدن کو ڈھانپنا) افضل ہے اور آگے کھڑا ہونا اس کے منافی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اس سے یہ لازم تو نہیں آتا کہ آگے کھڑا ہونا مکروہ ہو۔(۶۵)

پانچواں جواب :

یہ جواب حضرت امام بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ صاحب الہدایہ نے لکھا۔

لانها لاتخلو عن ارتكاب محرم وهو قيام الامام وسط الصف(۶۶) الخ

(ترجمہ : عورت کی امامت حرام کے ارتکاب کے بغیر نہیں ہو سکتی اور وہ یہ ہے کہ ان کی امام صف کے درمیان کھڑی ہو۔ الخ)۔

اس پر حضرت علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا:

كيف يكون قيام الامام وسطهن محرما وقد فعلته عائشة وام سلمة وروى عن ابن عباس على ماذكرنا۔(۶۷)

(ترجمہ : عورتوں کی امام کا درمیانِ صف کھڑا ہونا کیسے حرام ہو سکتا ہے جبکہ اس کا ارتکاب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا ہے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ مروی ہے جیسا ہم پہلے درج کر چکے ہیں)۔

چھٹا جواب :

اسے بھی حضرت امام عینی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے۔ ان کا ارشاد ہے۔

لقائل ان یقول ارتکاب المحرم فیه فی حق الرجال دون النساء اذلوکان مطلقا لما کان یجوزالصلوۃ به(۶۸)

(ترجمہ : کوئی شخص یوں کہہ سکتا ہے کہ امام کے درمیان صف کھڑا ہونے کی صورت میں ارتکاب حرام مردوں کے حق میں ہوتا ہے عورتوں کے حق میں نہیں۔ کیونکہ اگر یہ مطلقاً حرام ہوتا تو اس فعل کے ارتکاب کے ساتھ نماز کبھی درست نہ ہوتی)۔

ساتواں جواب :

ان علمائے کرام کا امام کے لئے درمیانِ صف کھڑا ہونے کو حرام کہنے اور ساتھ ہی یہ ارشاد فرمانا کہ "اگر عورتیں باجماعت نماز ادا کریں تو ان کی امام ان کے درمیان کھڑی ہو" کے درمیان تناقض ہے کیونکہ اگر یہ فعل حرام ہے تو اس کا کرنا کبھی کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

اس بات کا جواب حضرت امام عینی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں دیا ہے۔

المراد بالحرمۃ (ایضا هنا اللغوی وهو) (۶۹) المنع علی وجه الکراهة لا یمنع ذلک الجواز مع الکراهة(۷۰)

(ترجمہ : حرمت سے مراد اس کا لغوی معنی یعنی بوجہ کراہت روکنا ہے

اور یہ کراہت سمیت جواز کو مانع نہیں ہے)۔

آٹھواں جواب :

یہ میرے دل میں آیا ہے اور وہ یہ ہے کہ امام کا درمیانِ صف کھڑا ہونا اگرچہ حرمت یا کراہت کی بناء پر ممنوع ہے لیکن یہ ممانعت صرف اس صورت میں ہے جب امام کے پیچھے تین یا اس سے زائد مقتدی ہوں۔ اگر امام کی اقتداء صرف دو آدمی کر رہے ہوں تو پھر ممانعت نہیں ہے۔

الہدایہ میں ہے۔

وان ام اثنین تقدم علیهما وعن ابی یوسف رحمه الله یتوسطهما ونقل ذلك عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه ولنا انه صلی الله علیه وآله وسلم تقدم علی انس والیتیم حین صلی بهما فهذا دلیل الافضیلة والاثر دلیل الاباحة (۷۱)

(ترجمہ : امام اگر دو آدمیوں کی امامت کرائے تو ان سے آگے کھڑا ہو۔ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ ان دونوں کے درمیان کھڑا ہو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی منقول ہے۔(۷۲) ہماری دلیل یہ ہے کہ نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یتیم بچے سے آگے قیام فرمایا جب آپ نے ان کی امامت کرائی یہ حدیث افضلیت کی دلیل ہے اور پچھلی حدیث جواز کی دلیل ہے)۔

اس سے معلوم ہوا دو کی امامت کراتے ہوئے امام کو ان کے

درمیان کھڑا ہونا حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسنون ہے اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مباح ہے۔ افضل(۷۳) آگے کھڑا ہونا ہے۔

جب یہ بات ذہن نشین ہو چکی تو ہم کہتے ہیں وہ حد جس سے عورت کی امامت کی کراہت لازم آتی ہے۔ تین یا اس سے زیادہ مستورات کا مقتدی ہونا ہے کیونکہ اس صورت میں عدم جواز لازم آئے گا اور وہ امام کا درمیان میں کھڑا ہونا ہے۔ ان کی جماعت کی مطلقاً کراہت تو لازم نہیں آتی اور نہ ہی اس صورت میں کراہت لازم آتی ہے جب کوئی عورت دو عورتوں کی درمیان میں کھڑی ہو کر امامت کرا رہی ہو کیونکہ یہ تو ناجائز نہیں بالخصوص حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق کہ ان کے نزدیک تو مرد کو بھی اندریں صورت درمیان میں کھڑا ہونا افضل ہے۔

نواں جواب :

ان فقہائے کرام نے امام کے درمیانِ صف کھڑا ہونے کی کراہت کا استدلال حضرت رسالت مآب صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی مواظبت سے کیا ہے (کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ صف سے آگے کھڑے ہوا کرتے تھے) اور جس امر پر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے مواظبت فرمائی ہو وہ واجب یا سنت ہوتا ہے اس کا ترک کرنا مکروہ یا حرام ہوتا ہے۔ ان کا یہ استدلال بھی خدشہ سے خالی نہیں ہے کیونکہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی اس مواظبت سے صرف مردوں کے لئے صف سے آگے کھڑا ہونے کا حکم ثابت ہوتا ہے نہ کہ مستورات کے لئے۔ اور کتنے ہی ایسے احکام ہیں جن میں

عورتوں کا حکم مردوں سے مختلف ہے۔ اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ سے ایسا کوئی امر ثابت نہیں جس سے وہ حکم عورتوں کے حق میں ناجائز ٹھہرتا ہو۔ علاوہ بریں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے بھی اس کا خلاف ثابت ہے۔ یہ جواب میرے دل میں آیا ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

اس درج بالا ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ ان بزرگواروں نے مستورات کی جماعت کی کراہت کی جو دلیل ارشاد فرمائی کہ ان کی جماعت سے دو ناجائز کاموں میں سے ایک ضرور لازم آتا ہے یا تو ان کی امام صف سے آگے کھڑی ہوگی یا درمیان میں کھڑی ہوگی، یہ دلیل خالی از خدشہ نہیں ہے۔

کیوں کہ:

(۱) آگے کھڑا ہونے کا عدم (۴۷) جواز ہمیں تسلیم نہیں ہے۔

(۲) بے پردگی جو ناجائز ہے آگے کھڑا ہونے سے لازم نہیں آتی۔

(۳) مطلقاً درمیانِ صف میں کھڑا ہونے کی کراہت کا قول مسلم نہیں، بالخصوص مستورات کے حق میں۔

(۴) نمازِ جنازہ میں ان کی جماعت کا جواز ان کی اس دلیل کا ناقض ہے (کہ اس جماعت میں ان دو ناجائز کاموں میں سے ایک کا ارتکاب ان کی امام کو کرنا پڑے گا)۔

فصل ثانی

دلیل کراہت :

علامہ اتقانی رحمۃ اللہ علیہ نے غایۃ البیان میں لکھا۔

عند الشافعی یستحب جماعة النساء لنا انها لو كانت مستحبة لبينها النبى صلى الله عليه وآله وسلم فيكون جماعتهن بدعة فيكره(۷۵)

(ترجمہ : امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عورتوں کا باجماعت نماز ادا کرنا مُستَحَب ہے (اس کے جواب میں) ہماری دلیل یہ ہے اگر یہ مُستَحَب ہوتی تو نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ضرور اس کی وضاحت فرما دیتے چونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اسے بیان نہیں فرمایا لہٰذا یہ جماعت بدعۃ ہے اس لئے مکروہ ہے)۔

جواب :

البنایہ میں حضرت امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دلیل کا ان لفظوں سے ردّ فرمایا۔

قلت قول الشافعی هوقول الاوزاعی والثوری واحمد رحمهم الله وحكاه ابن المنذر عن عائشة وام سلمة رضی الله عنهما فاذا كان

كذلك فكيف تكون جماعتهن بدعة والبدعة اسم لاحداث امر لم يكن في زمان رسول الله عليه السلام وقد روى ابوداود في سننه في باب امامة النساء من حديث ام ورقة (بنت(٧٦) عبدالله بن الحارث بن نوفل) وفيه (كانت(٧٧) قد قرات القرآن فاستاذنت النبي عليه السلام ان تتخذ في دارها موذنا فاذن لها) وامرها ان تؤم اہل دارها(٧٨)

(ترجمہ : میں کہتا ہوں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی مانند ہی امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ امام ابنِ منذر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مذہب بھی یہ بیان فرمایا ہے۔ لہٰذا ان کی جماعت بدعت کیسے ٹھہری حالاں کہ بدعت ایسے نئے کام جاری کرنے کو کہتے ہیں جو حضرت رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کے زمانہ میں نہ تھا۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن کے باب امامتہ النساء میں حضرت ام ورقہ بنت عَبْدُاللہ بن حارث بن نوفل سے روایت کی ہے کہ آپ قرآن مجید پڑھی ہوئی تھیں انہوں نے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ سے اپنے گھر موذن رکھنے کی اجازت طلب کی آپ نے انہیں اجازت دے دی اور انہیں اپنے اہلِ خانہ کی امامت کا حکم دیا)۔

میں کہتا ہوں علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام میں علامہ اتقانی رحمۃ اللہ علیہ پر کئی اعتراضات مندرج ہیں۔

(ا) علامہ اتقانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ملازمہ ذکر فرمایا۔ "اگر جماعتِ نساء مُستحب ہوتی تو نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ ضرور اسے بیان فرماتے"۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ فرمایا اس ملازمہ کالازم موجود ہے اور اس کے موجود ہونے کی شہادت حدیث ابوداؤد ہے۔

(۲) علامہ اتقانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا تھا کہ جماعتِ مستورات بدعت ہے علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ فرمایا کہ یہ قول مردود ہے اور اس کی تردید کے لئے ابوداؤد کی حدیث شہادت دے رہی ہے۔

(۳) علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ فرمایا کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مستورات کی امامت فرمائی ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کا حکم اور طریقہ بیان کیا ہے۔ تو یہ کس طرح بدعت قرار پاسکتی ہے۔ کیونکہ جو عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا یا اس کا حکم دیا یا اس پر رضامندی کا اظہار فرمایا وہ بدعت نہیں ہوتا۔

(۴) علامہ اتقانی رحمۃ اللہ علیہ نے جس ملازمہ کا ذکر فرمایا (یعنی اگر جماعتِ نساء مُستحب ہوتی تو نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ اسے ضرور بیان فرماتے) ہم اس ملازمہ (جو کہ قضیہ شرطیہ متصلہ ہے) کے تالی (جزائیہ حصہ) کے بارے میں پوچھتے ہیں اگر اس بیان سے مراد صراحت کے ساتھ اس جزئی کا بیان ہے تو یہ ملازمہ ہی ممنوع ہے کیونکہ نبی پاک صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ پر مستحباتِ شرعیہ کے تمام جزئیات کو الگ الگ انفرادی بیان کے ساتھ واضح فرمانا لازم نہ تھا کیونکہ بہت سے ایسے امور ہیں جن پر

مُستحَب ہونے کا حکم لگایا گیا ہے لیکن نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کو انفرادی انداز پر بیان نہیں فرمایا اور اگر بیان سے مراد مطلق بیان ہے تو لازم (جماعتِ نساء کے استحباب کا حکم) موجود ہے۔ کیونکہ نبی اکرم نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ کے وہ ارشادات جو مطلقاً جماعت کی فضیلت اور استحباب کو واضح کرتے ہیں اور ان میں مردوں کی جماعت کی تخصیص نہیں ہے ایسے عمومی ارشادات مستورات کی جماعت کے استحباب کے ثابت کرنے کے لِئے کفایت کرتے ہیں۔ بالخصوص (جبکہ یہ طے شدہ امر ہے) کہ شریعت مطہرہ کے احکام مردوں اور عورتوں کے لِئے عام ہیں جب تک مستورات کی تخصیص کرنے والی کوئی دلیل موجود نہ ہو۔ یہ بات معلوم ہے کہ مستورات کی تخصیص کی نص جماعت نساء کے باب میں مفقود ہے۔

(۵) علامہ القانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد کہ "مستورات کی جماعت بدعت ہے"۔ اس کے بارے میں ہم پوچھتے ہیں کہ یا وہ اسے نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ کے عدمِ بیان کا نتیجہ قرار دے رہے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس کا استحباب واضح نہیں فرمایا اور یا یہ نتیجہ ہے اس حکم کا جو ان کے زعم میں ہے کہ جماعتِ نساء مُستحَب نہیں ہے۔ یہ دونوں شقیں باطل ہیں پہلی صورت اس لِئے باطل ہے کہ ہر وہ عمل جسے حضور نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ نے بیان نہ فرمایا ہو بدعت نہیں ہے۔ اور دُوسری شق اس لِئے باطل ہے کہ ہر وہ عمل جو مُستحَب نہ ہو وہ بدعت نہیں ہوتا۔

(۶) علامہ القانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول کہ "جماعتِ نساء مکروہ ہے"۔ یہ حکم جماعتِ مستورات کو بدعت قرار دینے کا نتیجہ ہے۔ یہ بھی دُرست نہیں۔

کیونکہ ہر بدعت مکروہ نہیں ہوتی بہت سی ایسی بدعات ہیں جنہیں آنحضور شافع یوم الحشر والنشور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے بیان نہیں فرمایا ان میں سے بعض مباح ہیں، بعض واجب ہیں اور کچھ مُستحَب ہیں۔ ہاں تمام بدعاتِ شرعیہ (بدعات سیۂ) گمراہی ہیں اور جس مسئلہ میں ہم گفتگو کر رہے ہیں اس میں یہ بدعت مفقود ہے۔ اگر آپ کو بدعت کی تفصیلی بحث اور اس کی تحقیق مطلوب ہو تو میرے ان دو رسالوں کی طرف رجوع کریں۔

(الف) اقامة الحجة علی ان الاکثار فی التعبد لیس ببدعة

(ب) التحقیق العجیب فیما یتعلق بالتثویب

فصل ثالث

دلیل کراہت :

صاحب الدرایہ حاشیہ الہدایۃ نے تحریر فرمایا۔

ان جماعتھن لوکانت مشروعة لزم ان یکره ترکھا ولشاعت کماشاعت جماعة الرجال(۷۹)

(ترجمہ : مستورات کی جماعت اگر جائز ہوتی تو اس کا ترک لازمی طور پر مکروہ قرار پاتا اور یہ اسی طرح عام ہوتی جس طرح کہ مردوں کی جماعت عام ہوتی ہے)۔

اسی طرح یہ دلیل المجتبیٰ(۸۰) سے منقول ہو کر پہلے ذکر کی جا چکی ہے۔

پہلا جواب :

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے : حضرت علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے البنایہ میں بدین الفاظ اس دلیل کی تردید فرمائی ہے۔

اما قوله لو كانت جماعتهن مشروعة كره تركها فغير سديد لانه لايلزم من كون الشي مشروعا ان يكره تر كه لان هذا ليس بكلي فان المشروع اذا كان فرضا يكون تركه حراما وان سنة يكون تركه مكروها وان ندبا يجوز

ترکہ ولایکرہ(۸۱)

(ترجمہ : حضرت صاحب الدرایہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا کہ اگر ان کی جماعت جائز ہوتی تو اس کا ترک کرنا مکروہ ہوتا مضبوط بات نہیں ہے۔ کیونکہ کسی فعل کے مشروع ہونے سے اس کا ترک مکروہ نہیں ہوتا اس لیے یہ حکم کلی نہیں ہے۔ مشروع کام جب فرض ہوگا تو اس کا ترک حرام ہوگا اگر سنت ہوگا تو اس کا ترک مکروہ ہوگا اور اگر وہ مُستحب ہوگا تو اس کا چھوڑنا جائز ہوگا نہ کہ مکروہ)۔

میں کہتا ہوں کہ یہ اس دلیل کراہت پر وارد ہونے والا پہلا اعتراض ہے۔

دوسرا جواب :

حضرت صاحب الدرایہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر مستورات کا جماعت کرانا مشروع ہوتا تو یہ بھی مردوں کی جماعت کی مانند عام مروج ہوتی۔ یہ دلیل بہت سے مستحبات بلکہ بعض واجبات سے باطل ہے کیونکہ ان کا رواج مردوں کی جماعت کی مانند نہیں ہے۔ اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ جو عمل مردوں کی جماعت کی مانند عام طور پر رواج نہ پایا ہوا ہو وہ سرے سے جائز ہی نہ ٹھہرے۔

اگر کوئی کہے کہ مستورات کی جماعت اور مردوں کی جماعت جنس (جماعت ہونے) میں شریک ہیں ایک کا عام رواج پا جانا اور دُوسرے کا عام مروج نہ ہونا دُوسرے کے عدم جواز پر دلالت کرتا ہے جبکہ دُوسرے مستحبات اس کے ساتھ جنس میں شریک نہیں تو ان کا مردوں کی جماعت کی مانند عام نہ

پایا جانا ہماری دلیل کو ضرر رساں نہیں ہے۔

اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں اس سے تو لازم آتا ہے کہ تمیز والے اور قریب البلوغ بچوں کی جماعت بھی ناجائز ہو کیونکہ اگر وہ مشروع ہوتی تو اس کا بھی اتنا ہی عام رواج ہو تا جتنا کہ بالغ مردوں کی جماعت کا رواج ہے۔ جب ان کی جماعت کا مردوں کی جماعت کی طرح عام رواج نہیں تو تمہارے قول کی رو سے وہ ناجائز ٹھہری کیونکہ دونوں جماعتیں جنس (جماعت ہونے) میں شریک ہیں۔ ہماری معلومات کے مطابق اس کے عدم جواز کا قائل کوئی بھی نہیں ہے۔

ہمارے درج بالا جواب پر اگر کوئی اعتراض کرے کہ بچے مردوں کے حکم میں ہوتے ہیں۔ لہٰذا مردوں کی جماعت کا عام رواج ہی بچوں کی جماعت کا رواج ہے۔ (ان کے لئے الگ تصریحی حکم کی ضرورت ہی نہیں)

اس کے ردّ میں ہم کہتے ہیں یہ دعویٰ غلط ہے کہ بچے تمام احکام میں مردوں کی مانند ہوتے ہیں۔ دیکھئے ان کی امامت دُرست نہیں نیز ان کی صف کا مردوں کی صف کے آگے ہونا مناسب نہیں ان کے علاوہ اور بھی احکام ہیں جن میں بچے مردوں سے مختلف ہوتے ہیں۔

اگر معترض ہمارے جواب میں یوں کہے کہ بچوں کا حکم مردوں کی مانند ہوتا ہے مگر جہاں تخصیص کی کوئی دلیل وارد ہو وہاں دونوں کا حکم جدا جدا ہو جائے گا۔

تو ہم یوں کہتے ہیں کہ عورتوں کا حکم بھی مردوں کے حکم کی مانند ہوتا ہے ہاں جس صورت میں کوئی دلیل وارد ہو جو دلالت کرے کہ عورتوں کا حکم

مردوں کے حکم سے مختلف ہے وہاں ان کا حکم مختلف ہوگا۔

خلاصہ مبحث یہ کہ مردوں کی جماعت کا عام مروج ہونا بچوں کی جماعت کے جواز کے حق میں کفایت نہیں کرتا۔ اگر کوئی اسے کافی قرار دے تو ہم کہیں گے کہ پھر مستورات کی جماعت کے جواز میں بھی کافی ہے۔

تیسرا جواب :

ہم اس دعویٰ کو تسلیم نہیں کرتے کہ مستورات کی جماعت کے جواز کے لِئے اس کا اتنا عام مروج ہونا ضروری ہے جتناکہ مردوں کی جماعت کا عام رواج ہے مدعی کے لِئے اپنے اس دعویٰ پر دلیل قائم کرنا ضروری ہے۔ بغیر دلیل کے یہ خود ساختہ غلط بات ہے۔

چوتھا جواب :

جماعت مردوں کے لِئے سنت مؤکدہ بلکہ واجب ہے محقق علمائے ملت کا مختار قول یہی ہے اس پر ارشادات نبویہ علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات دال ہیں۔ نیز یہ مردوں کے حق میں شعائر اسلام میں سے ہے۔ اسی لِئے اس کا عام اور تام رواج ہے جبکہ مستورات کی جماعت کا یہ حکم نہیں ہے۔ ان کی جماعت نہ سنت مؤکدہ ہے اور نہ ہی واجب۔ اس جماعت کا عام رواج نہ ہونا اس کے سنت اور واجب نہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اس کے عدم استحباب اور عدم جواز پر دال نہیں ہے۔

پانچواں جواب :

نبی پاک صاحبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے سراپا برکات زمانہ اقدس میں مستورات کو مردوں کی جماعت اور مساجد میں ان کی اقتداء کی اجازت تھی- جمعہ اور عید کی نمازوں میں بھی ان کو مردوں کے ساتھ حاضر ہونے کی رخصت تھی- اس پر احادیث نبویہ دلالت کرتی ہیں جو احادیث کی کتابوں میں مروی ہیں- ان میں چند درج ذیل ہیں-

(۱) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے-

لاتمنعوا اماء الله مساجد الله(۸۲)

(ترجمہ : اللہ تعالیٰ کی بندیوں کو مساجد میں آنے سے مت روکو)-

(۲) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے-

لاتمنعوا نساءكم المساجد وبيوتهن خيرلهن(۸۳)

(ترجمہ : اپنی عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے مت روکو' ان کے گھر اُن کے لئے بہتر ہیں)-

(۳) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا-

قال النبی صلی الله علیه وآله وسلم ائذنوا للنساء بالمساجد بالليل فقال ابن له ای لابن عمر والله لاناذن له فيتخذنه دغلا والله لا ناذن لهن فسبه ابن عمر وغضب عليه وقال اقول قال رسول الله ائذنوالهن وتقول

لاناذن لھن(۸۴)
(ترجمہ : نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے فرمایا- عورتوں کو رات کے وقت مسجدوں میں جانے کی اجازت دو- ان کے یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے صاجزادے کہنے لگے خدا کی قسم ہم اس امر کی اجازت نہ دیں گے- ورنہ وہ اسے اپنی ہلاکت کی جگہ بنا لیں گی خدا کی قسم ہم انہیں اجازت نہ دیں گے- حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اسے بُرا بھلا کہا اور اس پر غضب ناک ہوئے اور فرمایا میں کہتا ہوں کہ نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور تم کہتے ہو ہم انہیں اجازت نہ دیں گے)-

(۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا-

لوادرك رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ماأحدث النساء لمنعهن المسجد كما منعه نساء بني اسرائيل(۸۵)
(ترجمہ : اگر نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ وہ کچھ دیکھ لیتے جو عورتوں نے نئی نئی چیزیں اختراع کرلی ہیں ضرور آپ انہیں مسجد میں آنے سے منع فرما(۸۶) دیتے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا تھا)-

اس سلسلہ میں درج بالا احادیث کے علاوہ بھی احادیث موجود ہیں جن کو ابوداؤد وغیرہ محدثین نے روایت کیا ہے-

اس وجہ کی بناء پر ان بابرکات زمانوں میں اپنے اپنے گھروں میں صرف عورتوں کی جماعت کی ضرورت نہ تھی- اس لیے مردوں کی جماعت کی

مانند اس کا عام رواج نہ ہوسکا۔ اگر درج بالا علت موجود نہ ہوتی تو مردوں کی جماعت کے عام رواج کی مانند اس کا بھی عام رواج ہوچکا ہوتا۔ لہٰذا اس کے عام رواج نہ ہونے کے باعث اس کا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ بالخصوص ان زمانوں میں جن کے اندر عورتوں کے جمعہ اور جماعت میں حاضر ہونے کی ممانعت ہوچکی ہے اور وہ برکات و عبادات کے مقامات میں مردوں کے ساتھ شریک ہونے سے محروم ہوچکیں ہیں۔

فصل رابع

دلیل کراہت :

تبیین الحقائق(۸۷) میں ہے۔

صرف مستورات کی جماعت اگر جائز ہوتی تو ان کے لِئے اذان کہنا بھی دُرست ہوتا کیونکہ وہ جماعت کے لِئے بلاوا ہے۔

درایہ(۸۸) اور دیگر کتب میں بھی یہ دلیل مذکور ہے۔

اس کے کئی جواب ہیں۔

جواب اول :

لازم (یعنی اذان کا جائز ہونا) موجود ہے۔ امام حاکم نے مستدرک(۸۹) میں روایت فرمایا۔

عن عبدالله بن ادریس عن عطاء عن عائشة انها کانت توذن وتقیم وتوم النساء فتقوم وسطهن

(ترجمہ : حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اذان و اقامت کہتیں ★ عورتوں کے درمیان کھڑے ہو کر امامت فرماتیں)۔

علامہ(۹۰) عینی نے ایسے ہی ذکر فرمایا ہے۔

دوسرا جواب :

ہم پوچھتے ہیں کہ عورتوں کے لِئے اذان کے مشروع ہونے سے کیا مراد ہے؛ اگر یہ کہا جائے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان کی جماعت کے لِئے کوئی مرد اذان کہہ دے تو حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث سے یہ ثابت ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کے لِئے ایک مؤذن مقرر فرمایا اور انہیں اپنے اہلِ خانہ کی امامت کرانے کا حکم دیا۔ اگر کہا جائے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ عورتیں اذان پڑھیں تو جماعت کے مشروع ہونے کے لِئے یہ لازم نہیں۔ کیونکہ اہلِ جماعت کے لِئے اذان کہنا لازم نہیں ہے۔ چنانچہ مردوں کی جماعت کے لِئے کوئی باتمیز بچہ اذان پڑھ دے تو کافی ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ ان کے لِئے اذان پڑھنے کے عدم جواز سے ان کی جماعت کا عدم جواز ثابت نہیں ہوتا۔

تیسرا جواب :

جماعت کے مطلقاً مشروع ہونے کے لِئے ضروری نہیں کہ اس کے لِئے اذان بھی مشروع ہو۔ ہمارے دعویٰ کی دلیل نمازِ عیدین، نماز کسوف اور نماز استسقاء کی جماعت ہے ان نمازوں کی جماعت مشروع ہے جبکہ ان کی جماعت کے لِئے اذان مشروع نہیں ہے۔ اسی طرح ممکن ہے کہ مستورات کی جماعت مشروع ہو لیکن ان کا اذان پڑھنا مشروع نہ ہو۔

چوتھا جواب :

اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ ان کی جماعت کے لئے ان کا اذان کہنا ناجائز ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا اذان کہنا فتنہ کا باعث ہے۔ علمائے کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ عورت کا گانا اور اس کی بلند آواز پردہ ہیں لہٰذا عورتوں کی اذان کے عدم جواز سے ان کی جماعت کا عدم جواز لازم نہیں آتا۔

پانچواں جواب :

اذان کی مشروعیت ان نمازوں کی جماعت کے لئے لازم ہے جن کی جماعت سنت مؤکدہ یا واجب ہے نیز وہ جماعت اسلام کے شعائر میں داخل ہے۔ عورتوں کے لئے اذان کے عدم جواز سے زیادہ سے زیادہ یہ لازم آتا ہے کہ ان کی جماعت سنت یا واجب نہیں ہے۔ یہ لازم نہیں آتا کہ ان کی جماعت جائز ہی نہیں ہے۔

چھٹا جواب :

ان کے لئے اذان کا عدم جواز اتفاقی مسئلہ نہیں ہے کہ ان کی اذان کے عدم جواز کو ان کی جماعت کے عدم جواز کی دلیل بنا لیا جائے۔ بلکہ جو علماء ان کی جماعت کرانے کو مُستحب قرار دیتے ہیں وہ ان کی اذان واقامت کو مُستحب سمجھتے ہیں۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے البنایہ میں لکھا۔

لیس علی النساء اذان واقامة وبه قال مالك واحمد وابوثور وجماعة من التابعين وكذا لو

صلين بجماعة وللشافعي في جماعة النساء ثلاثة اقوال اصحها مانصه في الام(۹۱) انه يستحب لهن الاقامة دون الاذان والثاني انه لا اذان ولا اقامة والثالث انه يستحب الاذان والاقامة وفي شرح الوجيز ولا يختص هذا الخلاف فيما اذا صلين بجماعة او وحدهن(۹۲)

(ترجمہ ۱ مستورات کے ذمہ اذان واقامت نہیں ہے امام مالک، امام احمد، ابو ثور اور تابعین کی ایک جماعت رحمہم اللہ نے ایسے ہی فرمایا ہے۔ اگرچہ وہ باجماعت نماز ادا کریں۔ مستورات کی جماعت کے متعلق امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے تین قول ہیں ان میں صحیح تر وہ قول ہے جو آپ نے کتاب الام میں درج فرمایا ہے کہ ان کے لیے اقامت مستحب ہے نہ کہ اذان۔ ان کا دوسرا قول یہ ہے کہ ان کے لیے اذان اور اقامت دونوں مستحب نہیں۔ تیسرا یہ ہے کہ ان کے لیے اذان واقامت دونوں مستحب ہیں۔ شرح الوجیز میں ہے کہ یہ (اذان واقامت کے استحباب یا عدم استحباب کا) اختلاف ان کے باجماعت نماز پڑھنے یا انفرادی طور پر نماز ادا کرنے میں کسی ایک کے ساتھ خاص نہیں ہے)۔

فصل خامس

دلیل کراہت :

اسے تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق اور دیگر کتب میں علما نے اختیار فرمایا ہے اور وہ ہے سنن ابوداؤد اور دیگر کتب میں مروی حدیث مبارک

صلوۃ المراۃ فی بیتھا افضل من صلاتھا فی حجرتھا

(ترجمہ : عورت کا اپنے گھر میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے کہ وہ اپنے کمرے میں نماز ادا کرے)۔

جواب :

ظاہر ہے کہ یہ حدیث مبارک صرف اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ عورت کو کمرے میں نماز ادا کرنا گھر میں ادا کرنے اور کوٹھڑی میں نماز ادا کرنا کمرے میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے۔ نیز یہ کہ بحالت نماز مستورات کو سخت پردہ کی حالت میں ہونا چاہئے۔ یہ حدیث پاک ان کی جماعت کی کراہت پر بالکل دلالت نہیں کرتی۔ عورت کی گھر، کمرے یا کوٹھری کے اندر نماز جماعت کے ساتھ بھی ہوسکتی ہے اور اکیلے بھی۔

اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ یہ حدیث مستورات کی جماعت کی کراہت پر دلالت کرتی ہے تو کراہت تحریمی پر تو ہرگز یہ دلالت نہیں کرتی۔ بلکہ اس کی دلالت تو صرف اس امر پر ممکن ہے کہ مستورات کا انفرادی طور پر نماز ادا کرنا افضل ہے۔

امامۃ النساء کے جواز کی احادیث کے جوابات اور ان کا جائزہ

درج بالا (پانچ فصلوں میں) گفتگو بعض فقہائے کرام کے ان دلائل پر تھی جو انہوں نے مستورات کی امامت کے عدم جواز پر قائم فرمائے تھے۔ اس گفتگو سے واضح ہوگیا کہ امامت نساء میں کراہت کا کوئی امر نہیں پایا جاتا ابھی مزید گفتگو اس امر پر باقی ہے کہ ان فقہائے کرام کا صرف جماعت نساء پر کراہت کا حکم لگانا ان احادیث و آثار کے مخالف ہے جو اس کے جواز پر دلالت کرتی ہیں انہوں نے ان کو ذکر فرما کر ان کے جوابات ارشاد فرمائے ہیں (جوابات میں ان کا اتفاق نہیں بلکہ) وہ کئی گروہوں میں تقسیم ہیں۔

پہلا، دُوسرا، تیسرا جواب :

حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام رابطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کا جواب صاحب الدرایہ رحمۃ اللہ علیہ نے یوں دیا۔

(حدیث) ام رابطہ و ام ورقہ کان فی ابتداء الاسلام او تعلیما للجواز مع ان حدیث ام ورقۃ فیہ مقالا عند اھل الحدیث(۹۳)

(ترجمہ : حضرت ام رابطہ اور حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی

حدیث کا تعلق ابتدائے اسلام سے ہے یا ان میں جواز کی تعلیم دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں حضرت ام ورقہ کی روایت میں محدثین کلام فرماتے ہیں)۔

چوتھا جواب :

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی امامت کرانے کی حدیث کا جواب صاحب(۹۴) الرائق، صاحب(۹۵) الہدایہ، صاحب(۹۶) المجتبیٰ، صاحب(۹۷) جامع المضمرات اور دیگر علمائے کرام نے یہ دیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ فعل ابتدائے اسلام پر محمول ہے۔

پانچواں جواب :

علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح(۹۸) الکنز میں لکھا کہ آپ نے یہ فعل اس زمانہ میں کیا جبکہ مستورات کی جماعت مُستحَب تھی وہ استحباب پھر منسوخ ہوگیا۔

ان جوابات کا جائزہ :

محقق علمائے احناف نے ان پانچوں جوابات کی تردید فرمائی ہے۔

(الف) ان بزرگواروں کا یہ ارشاد کہ حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں محدثین کا کلام ہے۔ اسے علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے ردّ فرمایا ہے ان کا یہ ردّ پہلے باب میں گزر چکا ہے۔ (پیچھے ملاحظہ فرمائیں)۔

(ب) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے امامت فرمانے کے جواب کا ردّ حضرت علامہ السیروجی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الہدایہ میں

صاحب الہدایہ کے اس قول پر

حمل فعلها الجماعة علی ابتداء الاسلام(۹۹)

(ترجمہ : آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جماعت کرانے کا عمل ابتدائے اسلام پر محمول ہے)۔

ان الفاظ سے دیا ہے۔

فیه نظر فان النبی صلی الله علیه وسلم اقام بمكة بعد النبوة ثلاث عشر سنة كما رواه البخاری ومسلم ثم تزوج بعائشة بالمدینة وبنی بها وهی بنت تسع سنین وبقیت عنده تسع سنین وما تؤم الا بعد بلوغها فاین ذلك من ابتداء الاسلام لكن یمكن ان یقال انه منسوخ فعلته حین تحضر النساء الجماعات(۱۰۰)

(ترجمہ : یہ جواب محل نظر ہے کیونکہ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اعلان نبوت کے بعد مکہ مکرمہ میں تیرہ برس قیام پذیر رہے جیسا کہ بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ پھر مدینہ منورہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا اور ان کی رخصتی ہوئی جبکہ ان کی عمر نو سال تھی وہ سرکار دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت اقدس نو برس رہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بالغ ہونے کے بعد امامت فرمائی تو یہ فعل ابتدائے اسلام کا کس طرح ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ کہنا ممکن ہے کہ جماعتِ نساء کا حکم منسوخ ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس وقت امامت کرائی جبکہ مستورات جماعت میں آیا کرتی تھیں)۔

حضرت امام بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ السروجی رحمۃ اللہ علیہ کے اس جواب کو فتح القدیر میں نقل فرمایا اور اسے برقرار رکھا لیکن یوں فرمایا۔

فی نقل التزوج بها بعض خلل(۱۰۱)

(ترجمہ : حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح (کے زمانہ) کے نقل میں کچھ خلل ہے)۔

صاحب العنایہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی علامہ السروجی رحمۃ اللہ علیہ کے درج بالا اعتراض بر ہدایہ کو نقل فرمایا ہے اور صاحب الہدایہ کی طرفداری میں یوں جواب دیا ہے۔

یجوز ان یکون المراد من ابتداء الاسلام ماقبل الانتساخ فانه ابتداء بالنسبة الی مابعده(۱۰۲)

(ترجمہ : ممکن ہے کہ ابتدائے اسلام سے مراد منسوخ ہونے سے پہلے کا زمانہ لیا جائے کیونکہ وہ بھی منسوخ ہونے کے بعد کی نسبت سے ابتدائے اسلام ہی قرار پاتا ہے)۔

حضرت علامہ بدر الدین العینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صاحب الہدایہ رحمۃ اللہ علیہ پر اسی طرح کا اعتراض کیا ہے جیسا کہ علامہ السروجی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا۔ اور اس کے بعد انہوں نے صاحب العنایہ رحمۃ اللہ علیہ کے جواب کی تردید کی ہے۔ ان کی عبارت یوں ہے۔

ہذا جواب سوال مقدر بان یقال لما فعلت عائشة الجماعة دل انها مستحبة فلا یکره فاجاب عنه وقال وحمل ذلک علی ابتداء

الاسلام قلت ہذا کلام من لم یطلع فی کتب القوم وامضی فیہ لانہ علیہ الصلوة والسلام اقام بمکة بعد النبوة ثلث عشرة سنة کما رواہ البخاری ومسلم ثم تزوج عائشة بالمدنیہ وبنی بھا وھی بنت تسع وبقیت عندالنبی علیہ السلام تسع سنین وما صلت اماما الا بعد بلوغھا فکیف یستقیم حملہ علی ابتداء الاسلام وتصدی الاکمل للجواب عن ھذا وقال یجوز ان یکون المراد بابتداء الاسلام ماقبل بیان الانتساخ فانہ ابتداء بالنسبة الیہ قلت ہذا ابعد من الاول لان ھذا لم یکن فی ابتداء الاسلام علی مادلت علیہ الاخبار المذکورة فاذا کان کذلک کیف یحمل ھذا علی ماقبل الانتساخ(۱۰۳)

(ترجمہ : یہ مقدر سوال کا جواب ہے اور وہ سوال یوں ہے کہ جب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے امامت کرائی تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ جماعتِ نساء مُستحَب ہے نہ کہ مکروہ)۔

تو (صاحب ہدایہ نے اس سوال کے جواب میں) فرمایا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عمل ابتدائے اسلام پر محمول ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ اس شخص کا کلام ہو سکتا ہے جس نے علمائے کرام کی کتابوں پر نظر رکھے بغیر سینہ زوری سے حکم لگا دیا ہو۔ کیونکہ نبی اکرم صَلَّی

اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اعلانِ نبوت کے بعد تیرہ برس تک مکہ مکرمہ میں قیام پذیر رہے بخاری و مسلم نے اسی طرح روایت کیا ہے۔ پھر مدینہ منورہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا اور ان کی رخصتی نو برس کی عمر میں ہوئی۔ نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت عالیہ میں وہ نو برس رہیں انہوں نے بلوغ کے بعد ہی امامت کرائی تھی تو اس کو ابتدائے اسلام پر محمول کرنا کس طرح دُرست ہو سکتا ہے۔

علامہ اکمل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اس اشکال کا جواب یوں دیا اوپر کے جواب میں ابتدائے اسلام سے مراد ممکن ہے اس کے منسوخ ہونے سے پہلے کا زمانہ ہو کیونکہ وہ منسوخ ہونے کی نسبت سے ابتدائی زمانہ ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ جواب، پہلے جواب سے بھی حقیقت سے زیادہ بعید ہے۔ کیونکہ یہ جماعت کرانا، جیسا کہ احادیث مبارکہ دلالت کرتی ہیں، ابتدائے اسلام میں نہ تھا تو اس کو منسوخ ہونے سے قبل زمانہ پر کس طرح محمول کیا جائے گا۔

چھٹا جواب :

بعض علمائے کرام نے فرمایا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ عمل منسوخ ہے۔

چھٹے جواب کا جائزہ :

یہ جواب تین وجوہات کی بناء پر مخدوش ہے۔

(وجہ اول): ہمارا مذہب ہے کہ کسی فعل کی صفت وجوب کے ختم

ہو جانے سے اس کا جواز بھی ختم ہو جاتا ہے۔(۱۰۴) اصول فقہ کی کتب میں یہ قاعدہ ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ وجوب اور سنت دونوں صورتوں میں اس حکم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ تو جب اس فعل کے مسنون ہونے کا حکم منسوخ ہوا تو اس کا جواز بھی ختم ہوگیا۔ تو منسوخ سنت سے استدلال' جس طرح کہ ہمارے علمائے کرام نے کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کے فعل سے یہ استدلال فرمایا کہ عورتوں کی امام ان کے درمیان کھڑی ہو اور ساتھ ہی وہ فرماتے ہیں کہ یہ منسوخ ہے بالکل دُرست نہیں۔

اس کا جواب صاحب عنایہ رحمۃ اللہ علیہ نے یوں دیا ہے۔

الجواز الباقی جواز فی ضمن الکراهة والذی کان فی ضمن السنة نسخ معها والاستدلال بفعلها لبیان انها کانت سنة ونسخت وانما جوزت فی زماننا بمتقضی الجواز الذی کان من استجماع شرائطه وانتفاء موانعه مع مایوجب کراهة من ارتکابه المحرم(۱۰۵)

(ترجمہ : بعد از نسخ جو جواز باقی ہے وہ جواز مع الکراہت ہے۔ اور جو جواز سنیت کے ضمن میں تھا وہ اس کی سنیت کے نسخ کے ساتھ منسوخ★ ہوگیا اور اس فعل سے استدلال اس بناء پر کیا جاتا ہے کہ ظاہر کیا جائے کہ یہ کبھی مسنون تھا اور منسوخ ہو چکا ہے۔ ہمارے دور میں اس کے جواز کا حکم' جواز کے اس تقاضا کی بناء پر ہے جو جواز کی شرائط کے اجتماع اور اس کے موانع کے ارتفاع کے باعث پیدا ہوا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ایسے اسباب موجود ہیں جو اس کی کراہت کا اثبات کرتے ہیں کیونکہ اس

میں حرام افعال کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے)۔

حضرت علامہ بدرالدین العینی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب "العنایہ" کے اس جواب کو نقل فرما کر اس کی تردید یوں فرمائی ہے۔

فیہ نظر لان من ادعی النسخ فعلیہ البیان(۱۰۶)

(ترجمہ : یہ جواب محل نظر ہے کیونکہ جو آدمی نسخ کا دعوی کرتا ہے اس کے ذمہ اس کی وضاحت ہے)۔

وجہ دوم : اسے امام ابنِ ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔ آپ نے علامہ سروجی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل فرما کر یوں تحریر کیا۔

لکن ما فی المستدرک انها کانت توذن وتقیم وتوم النساء فتقوم وسطهن وما فی کتاب الاثار لمحمد اخبرنا ابو حنیفة عن حماد بن ابی سلیمان عن ابراهیم النخعی ان عائشة رضی الله تعالی عنها کانت توم النساء فی شهر رمضان فتقوم وسطا ومن المعلوم ان جماعة التراویح انما استقرت بعد وفات النبی صلی الله علیه وآله وسلم وما فی ابی داود عن ام ورقة بنت عبدالله بن الحارث بن عمیر الانصاریة ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم لما غزا بدرا (الحدیث) ثم اخرجه عن الولید بن جمیع عن عبدالرحمن خلاد عنها وفیه کان یزورها

وجعل لها موذنا وامرها ان توم اہل دارها قال عبدالرحمن فانا رایت موذنها شیخا کبیرا کلها ینفی ثبوت النسخ وفی الحدیث الاخیر الولید بن جمیع وعبدالرحمن بن خالد الانصاری قال فیهما ابن القطان لایعرف حالهما انتهی وقد ذکر هما ابن حبان فی الثقات(۱۰۷)

(ترجمہ : لیکن (i) مستدرک(۱۰۸) کی روایت کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اذان واقامت پڑھ کر عورتوں کی امامت کراتیں اور ان کے درمیان کھڑی ہوتیں۔

(ii) امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الآثار(۱۰۹) کی حدیث کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رمضان المبارک میں مستورات کی امامت کراتیں تو ان کے درمیان کھڑی ہوتیں۔ یہ امر واضح ہے کہ نماز تراویح میں جماعت کا استقرار وصال نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کے بعد ہوا۔

(iii) سنن ابی داوٗد میں حضرت ام ورقہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کہ جب نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ بدر کی مہم کو روانہ ہونے لگے تو الخ

(iv) ابوداوٗد رحمۃ اللہ علیہ نے اسی روایت کو دُوسری سند سے بیان فرمایا جس میں ہے کہ نبی اکرم علیہ الصلوۃ والسلام آپ کی ملاقات فرمایا کرتے آپ کے لیے انہوں نے ایک مؤذن مقرر فرمایا اور اپنے اہلِ خانہ کی امامت کا حکم دیا۔ حضرت عَبْدُ الرحمٰن بن خلاد رحمۃ اللہ علیہ نے

فرمایا میں نے ان کے مؤذن کو دیکھا ہے بوڑھے آدمی تھے۔

یہ سب احادیث مبارکہ ثبوت نسخ کی نفی کرتی ہیں۔ ابوداؤد کی دُوسری روایت میں ولید بن جمیع اور عبدُالرحمٰن بن خالد انصاری ہیں امام ابنِ قطان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں فرمایا ان دونوں کا حال معلوم نہیں جبکہ امام ابنِ حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں کو ثقات میں ذکر فرمایا ہے۔

اس کے بعد امام ابنِ ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے مزید لکھا۔

وقد يجاب بجواز كو نه اخبارا عن مواظبة كانت قبل النسخ وقوله كانت توم فى شهر رمضان لايستلزم التراويح وقوله جعل لها موذنا وامرها ان توم لايستلزم استمرار امامتها الى وفاته صلى الله عليه وآله وسلم وما رواه عبدالرزاق عن ابراهيم بن محمد عن داود بن الحصين عن عكرمة عن ابن عباس رضى الله عنهما قال توم المراة النساء تقوم وسطهن لايقتضى علم ابن عباس ببقاء مشروعيتها لجواز كون المراد افادة مقامها بتقدير ارتكابها ذلك اوخفى على ابن عباس الناسخ(۱۱۰)

(ترجمہ: درج بالا اشکال کے جوابات یوں دیئے گئے ہیں)۔

(i) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس فعل کی مواظبت کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ عمل

منسوخ ہونے سے قبل کا ہے۔

(ii) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رمضان المبارک میں امامت کرانے کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ ضروری نہیں آپ تراویح کی امامت کراتی ہوں۔

(iii) حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے نبی پاک صاحب لولاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے مؤذن مقرر فرمانے نیز آپ کو اہلِ خانہ کی امامت کا حکم دینے کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کی امامت کا عمل نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے وصالِ اقدس تک جاری رہا۔

(iv) مصنف عَبْدُالرزاق میں حضرت اِبْنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس ارشاد کہ عورت جب مستورات کی امامت کرائے تو ان کے درمیان اس کے کھڑا ہونے کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ حضرت اِبْنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو معلوم تھا کہ ان کی جماعت جائز ہے ممکن ہے کہ آپ یہ بتانا چاہتے ہوں کہ اگر وہ اس فعل کا ارتکاب کریں تو ان کی امام کے کھڑا ہونے کا مقام یہ ہے اور یہ بھی ممکن ہے (آپ اس عمل کو جائز سمجھتے ہوں کیونکہ ناسخ کا علم آپ کو نہ ہوسکا۔

ان تمام جوابوں کے بارے میں میں کہتا ہوں کہ یہ سب ضعیف ہیں جیسا امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے (اپنے الفاظ وقد یجاب سے) اشارہ فرمایا ہے کیونکہ اس طرح کے ضعیف احتمال جو قوت سے خالی ہوں ناسخ کی تعیین کے بغیر قابلِ سماعت نہیں۔ جب ناسخ موجود نہیں تو یہ جوابات بھی لائق

سماعت نہیں ہیں۔

وجہ سوم :

یہ وجہ بھی امام ابنِ ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمائی ہے۔ آپ نے اوپر مذکور کلام کے بعد فرمایا۔

ولكن يبقى الكلام بعد هذا فى تعيين الناسخ اذ لابد فى ادعاء النسخ عنه ولم يتحقق فى النسخ الا ما ذكر بعضهم من امكان كونه ما فى ابى داود وصحيح ابن خزيمة صلاة المراة فى بيتها افضل من صلاتها فى حجرتها وصلاتها فى مخدعها افضل من صلاتها فى بيتها يعنى الخزانة التى تكون فى البيت وروى ابن خزيمة عنه صلى الله عليه وسلم ان احب صلاة المراة الى الله فى اشد مكان فى بيتها ظلمة وفى حديث له ولابن حبان واقرب ماتكون من وجه ربها وهى فى قعر بيتها ومعلوم ان المخدع لايسع الجماعة وكذا قعر بيتها واشد ظلمة ولا يخفى مافيه وبتقدير التسليم فانما يفيد نسخ السنية وهولايستلزم ثبوت كراهة التحريم فى الفعل بل التنزيه ومرجعها الى خلاف الاولى ولا علينا ان نذهب الى ذلك فان

المقصود اتباع الحق حيث كان(۱۱۱)

(ترجمہ: اس گفتگو کے بعد ناسخ کی تعیین باقی رہ گئی ہے کیونکہ جب نسخ کا دعویٰ کیا تو ناسخ کے بیان کے بغیر چارہ(۱۱۲) نہیں- نسخ کے ثبوت میں صرف وہ روایات ہیں جن کے بارے میں بعض علماء نے بیان فرمایا ہے کہ ممکن ہے یہ ہوں)-

(i) ابوداؤد اور صحیح ابن خزیمہ کی روایت کہ عورت کا اپنے گھر میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے کہ اپنے کمرے میں نماز ادا کرے اور کمرے میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے کہ پچھلی کوٹھری میں نماز ادا کرے- مخدع سے مراد وہ سٹور روم (قدیم زمانہ میں کوٹھری) ہے جو گھر میں ہوتا ہے-

(ii) امام ابنِ خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ سے روایت کیا عورت کے لِئے پسندیدہ ترین نماز وہ ہے جو اپنے کمرے کی سب سے زیادہ تاریک جگہ پر ادا کرے-

(iii) ابنِ خزیمہ اور ابنِ حبان میں ہے- عورت اپنے رب کی ذات کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کی پست جگہ میں (نماز ادا کر رہی) ہو-

یہ امر معلوم ہے کہ کوٹھری، اسی طرح گھر کی نشیبی جگہ اور تاریک جگہ میں جماعت کرانے کی گنجائش نہیں ہوتی-

اس دلیل نسخ کی کمزوری پوشیدہ نہیں ہے- اگر ان روایات کو ناسخ تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس سے جماعت کی سنیت کا نسخ ثابت ہوگا جو جماعت کرانے کے فعل میں ثبوتِ کراہت کو مستلزم نہیں بلکہ اس سے صرف کراہت تنزیہی ثابت ہوگی جو خلاف اولیٰ ہے- ہمارے لِئے یہ لازم نہیں کہ

ہم کراہت تحریمی کا مذہب اختیار کریں کیونکہ مقصود تو حق کی اتباع ہے وہ جہاں بھی ہو۔

میں کہتا ہوں کہ حضرت امام محقق ابنِ ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام کے آخر میں یہ اشارہ فرما دیا کہ کراہت تحریمی کا قول حق نہیں اور حق جہاں سے ملے اس کا اتباع ہی سب سے زیادہ مناسب ہے۔ یہ (مستورات کی جماعت کا جواز) امر حق کیوں نہ ہو جبکہ احادیث و آثار اس کے جواز پر دال ہیں ان کا ناسخ متعین نہیں۔ ان احادیث و آثار کو ابتدائے اسلام پر محمول کرنا دُرست نہیں جو دلائل علمائے کرام نے اس کی کراہت کے ذکر فرمائے سارے کے سارے کمزور ہیں۔ اس بارے میں انتہائی بات یہ ہو سکتی ہے کہ ان کی جماعت ابوداوٗد، ابنِ خزیمہ وغیرہ کی حدیث کے پیشِ نظر خلاف اولیٰ ہے تو یہ ایک الگ امر ہے۔

اگر تم یوں کہو کہ درج بالا احادیث مبارکہ جماعت مستورات کے استحباب پر دلالت نہیں کرتیں کیونکہ ممکن ہے کہ یہ احادیث اس جماعت کے جواز کی تسلیم کے لِئے ہوں اسی امر کی جانب صاحب "الدرایہ" نے اشارہ فرمایا ہے۔

میں جواباً کہتا ہوں کہ معترض کا اتنا کہنا ہی اس کے قول کراہت تحریمی کی نفی کرتا ہے اس (عمل کا حکم کراہت تحریمی) کیسے ہو سکتا ہے جبکہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس کا حکم دیا، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ عمل کیا، ظاہر ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار(۱۱۴) میں جو یہ ارشاد

فرمایا۔

لایعجبنا ــــ

(ترجمہ : ہم کو یہ اچھا نہیں لگتا)۔

جیسا کہ باب اول میں اس کا حوالہ مذکور ہو چکا اسی حقیقت کی جانب اشارہ ہے، کہ یہ عمل مکروہ تحریمی نہیں۔

اس ساری بحث سے یہ بات عیاں ہے کہ کراہت بالخصوص کراہت تحریمی کا حکم اصحاب تخریج مشائخ کرام کی اپنے فہم اور زعم کے مطابق تخریجات(۱۱۴) میں ہے۔ آئمہ کرام کا یہ کلام نہیں۔

ممکن ہے کہ فقہائے کرام جنہوں نے کراہت کا حکم لگایا ان کے سامنے کوئی علت بھی ہو جس کا ہم کو علم نہیں ہو سکا۔ جن جن علتوں کا ہم کو علم ہو سکا ان کے حال کو ہم نے واضح کر دیا ہے۔ وفوق کل ذی علم علیم (ہر ذی علم سے بڑھ کر ایک علم والا موجود ہے) ــــ یہ اللہ کا فضل ہے جسے وہ چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور وہ بڑے فضل واحسان والا ہے۔

باب ثالث

ہمارے مشائخ کرام حنفیہ کے مسلک کے بارے میں (متفرق) فوائد

اللہ تعالیٰ ان پر اپنے خصوصی انعامات فرمائے---

فائدہ نمبرا:

امام بیہقی کی کتاب الشامل(۱۱۵) میں ہے۔

لا اذان ولا اقامة على النساء لانهما من سنة الجماعة ولاجماعة عليهن ولان صوتهن عورة واجبة الاخفاء

(ترجمہ : عورتوں کے ذمہ اذان واقامت کہنا نہیں ہے کیوں یہ دونوں جماعت کی سنتیں ہیں اور ان کے ذمہ جماعت بھی نہیں کیونکہ ان کی آواز ستر کی چیز ہے اسے پوشیدہ رکھنا واجب ہے)۔

جامع المضمرات(۱۱۶) میں بھی اسی طرح ہے۔

مواہب(۱۱۷) الرحمٰن میں ہے۔

الاذان مكروه للنساء اتفاقا ولاتسن الاقامة

(ترجمہ : اذان کہنا عورتوں کے لئے مکروہ ہے اور نہ ہی ان کے لئے اقامت کہنا مسنون ہے)۔

فتح القدیر(۱۱۸) کے باب الاذان میں ہے۔

الاصل عندنا ان یوذن لکل فرض ادی اوقضی الاالظہر یوم الجمعۃ فی المصر فان اداہ بہما مکروہ روی ذلک عن علی والاما تودیہ النساء اوتقضیہ بجماعتہن لان عائشۃ رضی اللہ عنہا امتہن بغیر اذان ولا اقامۃ حین کانت جماعتہن مشروعۃ وھذا یقتضی ان المنفردۃ ایضا کذلک لان ترکہما لماکان ہوالسنۃ حال شرعیۃ الجماعۃ کان حال الافراد اولی

(ترجمہ : ہمارے نزدیک قاعدہ یہ ہے کہ اذان ہر فرض نماز کے لئے ادا پڑھی جائے خواہ فرض کی ادائیگی ہو یا اس کی قضا کی جائے۔ لیکن شہر میں جمعہ دن ظہر کی نماز کے لئے اذان نہ پڑھی جائے کیوں اس کا ادا کرنا اذان اور اقامت کے ساتھ مکروہ ہے۔ یہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور نہ ہی اس نماز کے لئے اذان پڑھی جائے جو عورتیں اپنی جماعت کے ساتھ ادا یا قضا پڑھیں۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عورتوں کی امامت اذان اور اقامت کے بغیر کی جب ان کی جماعت مشروع تھی۔ اس حکم کا تقاضا یہ ہے کہ اکیلی نماز ادا کرنے والی عورت کا حکم بھی یہی ہو کیوں اذان واقامت کا ترک جو کہ جماعت کی مشروعیت کی حالت میں سنت ہیں دُرست ہے تو انفراد کی صورت میں بطریق اولی درست ہوگا)۔

اس عبارت کی خامیاں اس شخص پر پوشیدہ نہیں ہیں جس کے ذہن میں

سابقہ مضمون محفوظ ہے۔(۱۱۹)

فائدہ نمبر۲ :

بعض فقہائے کرام کے کلام اور تعلیل سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ صرف عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے۔ اسی لئے امام ابنِ ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر میں صاحب الہدایہ کے اس ارشاد کو

لانها لاتخلو عن ارتكاب محرم(۱۲۰)

(ترجمہ : عورتوں کی جماعت حرام فعل کے ارتکاب سے خالی نہیں ہے

کی شرح کرتے ہوئے فرمایا)۔

صريح فى ان ترك التقدم لامام الرجال محرم وكذا صرح الشارح وسماه فى الكافى مكروه وهوالحق اى كراهة تحريم لان تقتضى المواظبة على التقدم منه صلى الله عليه وسلم بلاترك الوجوب فلعدمه كراهة التحريم فاسم المحرم مجاز واستلزم ماذكر ان جماعة النساء تكره كراهة تحريم لان ملزوم متعلق الحكم اعنى الفعل المعين ملزوم لذلك الحكم(۱۲۱)

(ترجمہ : اس میں صراحت ہے کہ مردوں کے امام کے لئے آگے کھڑا نہ ہونا حرام ہے۔ شارح نے بھی اس کی تصریح کی ہے حالانکہ الکافی میں اسے مکروہ قرار دیا ہے اور حق یہی ہے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے (نہ کہ حرام) کیونکہ نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی اس پر بغیر ناغہ کے

مواظبت وجوب ثابت کرتی ہے۔ تو اس کے ترک سے کراہت تحریمی لازم آئے گی۔ معلوم ہوا کہ حرام کا لفظ یہاں پر مجازاً استعمال کیا گیا ہے۔ صاحب ہدایہ نے مذکور مضمون سے لازمی نتیجہ یہ نکالا کہ عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے۔ کیونکہ حکم (کراہت تحریمی) کے متعلق کا ملزوم یعنی فعل معین (عورتوں کی جماعت میں امام کا ترک تقدم) اس حکم کا ملزوم ہے۔

فائدہ نمبر۳ :

علامہ برجندی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح النقایہ میں فرمایا۔

انها لو تقدمت امامهن عليهن جاز(۱۲۲)

(ترجمہ : مستورات کی امام ان سے آگے کھڑی ہو تو جائز ہے)۔

تنویر الابصار کی شرح منح الغفار میں ہے۔

افاد بقوله يقف انه واجب فلو تقدمت اثمت صرح به الكمال فى الفتح والصلوة صحيحة واذا توسطت لاتزول الكراهة وفى السراج لوتاخرت لم يصح الاقتداء به عندنا لفقد الشرط وهو عدم تاخرعن المامومم(۱۲۳)

(ترجمہ : مصنف علیہ الرحمہ نے یہ فرمایا کہ (عورتوں کی امام درمیان میں) کھڑی ہو اس سے معلوم ہوا کہ ایسا کرنا واجب ہے اگر وہ آگے کھڑی ہو جائے تو گناہگار ہوگی امام کمال الدین ابنِ ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر میں اس کی تصریح کی ہے لیکن نماز دُرست ہوگی۔ لیکن اگر درمیان میں کھڑی ہوگی تب بھی کراہت زائل نہ ہوگی۔ السراج

الوہاج میں ہے کہ اگر عورتوں کی امام ان سے پیچھے کھڑی ہو تو ہمارے نزدیک شرط کے فقدان کے باعث اس کی اقتداء دُرست نہ ہوگی اور شرط یہ ہے کہ امام مقتدی سے پیچھے نہ ہو)۔

فائدہ نمبر۴ :

فرائض اور غیر فرائض مثلاً تراویح میں مستورات کی جماعت کی کراہت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہاں نماز جنازہ میں دُرست ہے کیونکہ یہ صورت مکروہ نہیں ہے۔ جیسا کہ النہر(۱۲۴) الفائق اور الدرالمختار (۱۲۵)میں ہے۔

فائدہ نمبر۵ :

مرد جماعت کرا رہا ہے اس نے کسی عورت کو خلیفہ بنایا تو پیچھے جتنے مرد اور عورتیں نماز ادا کر رہے ہیں سب کی نماز فاسد ہوگئی۔ مردوں کی نماز کا فساد تو ظاہر ہے ۔ عورتوں کی نماز اس لئے فاسد ہوئی کہ وہ کامل تحریمہ کے ساتھ نماز میں داخل ہوئی تھیں۔ السراج الوہاج(۱۲۶) میں اسی طرح ہے۔

ردالمختار(۱۲۷) میں ہے——

اما الرجال والامام فلعدم صحة اقتداء الرجال بالمراة واما النساء والمقدمة فلانهن دخلن فی تحريمة كاملة فاذا انتقلن الى تحريمة ناقصه لم يجز كانهن انتقلن من فرض الى فرض آخر كما صرح فی البحر- وظاهر التعليل يقتضى الفساد ولوكن نساء خلصا افاده ابوالسعود- والاظهر التعليل بان الامام

یصیر مقتدیا بخلیفۃ فتفسد صلاۃ من خلفہ بل باستخلافہ من لایصلح للامامۃ تفسد صلاتہ فکذا من خلفہ (رحمتی)-

(ترجمہ : مردوں اور امام کی نماز کے فساد کا باعث یہ ہے کہ مردوں کے لئے عورت کی اقتداء جائز نہیں- عورتوں اور (خلیفہ کے طور پر) آگے کی جانے والی نماز اس لئے فاسد ہوگی کہ وہ کامل تحریمہ کے ساتھ نماز میں داخل ہوئی تھیں- جب وہ ناقص تحریمہ میں منتقل ہوئیں تو نماز جائز نہ رہی- یہ تو ایسا ہوگیا گویا کہ وہ ایک فرض سے دُوسرے فرض کی جانب منتقل ہوگئیں- اس کی تصریح البحرالرائق میں ہے- اس تعلیل کا تقاضا یہ ہے کہ نماز اس صورت میں فاسد ٹھہرے جبکہ اس مرد کی اقتداء میں صرف عورتیں ہی ہوں اس کو ابوالسعود نے بیان فرمایا- بہتر یہ ہے کہ نماز کے فاسد ہونے کی علت یہ بیان کی جائے کہ خلیفہ مقرر کرنے سے امام اپنے خلیفہ کا مقتدی بن جاتا ہے اس طرح اس کے پیچھے اس کی نماز فاسد ہو جائے گی بلکہ ایسے شخص کو خلیفہ مقرر کرنے سے جو امامت کا اہل نہیں اس کی اپنی نماز فاسد ہو جائے گی اور اسی طرح اس کی اقتداء میں جتنے تھے سب کی نماز فاسد ہو جائے گی)-

فائدہ نمبر۶ :

الاشباہ والنظائر(۱۲۸) اور اس کے حاشیہ حموی میں ہے-

لا تؤم المراۃ فی صلوۃ الجنازۃ ولو امت الرجال فیہا صحت صلاتہا و سقط الفرض وبطلت صلوۃ الرجال خلفہا

(ترجمہ : عورت نماز جنازہ کی امامت نہ کرائے اگر اس نے نماز جنازہ

میں مردوں کی امامت کرائی تو اس کی اپنی نماز درست ہوگی اور فرض بھی ساقط ہو جائے گا لیکن اس کی اقتداء کرنے والے مردوں کی نماز باطل ہوگی)۔

یہ مسئلہ پہیلی بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ (پہیلی کے طور پر) یوں کہا جائے "وہ کونسا مرد ہے جس نے امام کی اقتداء میں نماز ادا کی تو اس کی نماز فاسد ہوگئی اور امام کی نماز دُرست ہونے کے باعث اس سے وہ نماز ساقط ہوگئی۔ اس کے ذمہ نہ اس کا اعادہ ہے اور نہ ہی قضا اور وہ نماز فرض ہے"۔

فائدہ نمبر۷ :

الدرالمختار(۱۲۹) اور اس کے حواشی میں ہے۔

خنثیٰ جب عورتوں کی امامت کرائے تو ان کے درمیان کھڑا نہ ہو بلکہ ان سے آگے کھڑا ہو کیونکہ اگر وہ ان کے درمیان کھڑا ہوگا تو پھر اگر وہ مرد ہے تو اس کی اپنی نماز عورتوں کی محاذات کے باعث فاسد ہو جائے گی اور اس طرح ان عورتوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی (کیونکہ ان کے امام کی نماز ہی فاسد ہے)۔

اسے بھی پہیلیوں میں شمار کرنا چاہیے۔ پہیلی کے انداز میں یوں کہا جائے کہ "وہ کونسا امام ہے جس کو درمیان صف کھڑا ہونا جائز نہیں ہے۔ بلکہ اس کے درمیانِ صف کھڑا ہونے سے اس کی اپنی اور اس کے مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جاتی ہے"۔

فائدہ نمبر۸ :

علامہ عبدُالبر بن الشحنہ حلبی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الذخائر

الاشرفیہ فی الغاز الحنفیہ میں لکھا۔

مسئلہ ان قیل متی تصلح المراۃ اماما للرجل فالجواب انہا تصلح اماما فی سجود التلاوۃ(۱۳۰)

(ترجمہ : مسئلہ اگر پوچھا جائے کہ عورت کب مرد کی امام بننے کی صلاحیت رکھتی ہے تو اس کا جواب ہے کہ وہ سجدہ تلاوت میں امام بننے کی صلاحیت رکھتی ہے)۔

فائدہ نمبر۹ :

ہدایہ وغیرہ میں ہے۔

لایجوز للرجال ان یقتدوا بامراۃ — لقولہ علیہ السلام اخروہن من حیث اخرہن اللہ فلایجوز تقدیمہا(۱۳۱)

(ترجمہ : مردوں کے لیۓ کسی عورت کی اقتداء کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ارشاد نبوی ہے ان کو پیچھے رکھو جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو پیچھے رکھا اس لیۓ ان کو امام بنانا جائز نہیں ہے)۔

امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے البنایہ میں فرمایا۔

ھذا غیر مرفوع وھو موقوف علی ابن مسعود اخرجہ ٭الرزاق فی مصنفہ عن سفیان الثوری عن الاعمش عن ابراھیم عن ابی معمر عن ابن مسعود ومن طریق عبدالرزاق اخرجہ الطبرانی فی معجمہ۔ وجہ الاستدلال بہ

ماقاله ابو زيد في الاسرار ان حيث عن المكان فيجب تاخير مكانهن- ملخصا(۱۳۲)

(ترجمہ : یہ حدیث مرفوع نہیں بلکہ یہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ پر موقوف ہے- امام عبدُالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے اپنے مصنف میں اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام عبدُالرزاق کے حوالے سے اپنے معجم میں اسے روایت فرمایا- اس حدیث میں سے استدلال کا انداز جیسا کہ ابو زید نے الاسرار میں لکھا ہے یہ ہے کہ لفظ حیث سے مراد مکان ہے لہٰذا ان کے مکان کا موخر کرنا واجب ہے)-

فائدہ نمبر۱۰ :

محاذات کے مسئلہ میں ہمارے مشائخ رحمہم اللہ نے حدیث بالا اخروھن الخ- کو دلیل بنایا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ مشہور احادیث میں ہے- اس حدیث پر بہت سے فروع کی بنیاد رکھی ہے- یہ ایک طویل بحث ہے جس کا ذکر اس جگہ مناسب نہیں ہے- امام ابنِ ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بعض خامیوں کی جانب فتح القدیر میں فرمایا ہے آپ لکھتے ہیں-

ولم يثبت رفعه فضلا عن كونه من المشاهير انما هو في مسند عبدالرزاق موقوف على ابن مسعود قال اخبرنا سفيان الثوري عن الاعمش عن ابراهيم عن ابي معمر عن ابن مسعود قال كان الرجال والنساء في بني اسرائيل يصلون جميعا فكانت المراة تلبس القالبين فتقوم عليها فقواعد خليلها فالقى عليها الحيض

فكان ابن مسعود يقول اخروهن من حيث اخرهن الله قيل فما القالبان قال ارجل من خشب تتخذها النساء يتشرفن الرجال في المساجد وفي الغاية عن شيخه يرويه الخمر ام الخبائث والنساء حبائل الشيطان واخروهن من حيث اخرهن الله يعزوه الى مسند رزين قيل وذكر انه في دلائل النبوة للبيهقي وقد تتبع فلم يوجد فيه(۱۳۳)

(ترجمہ : اس حدیث کا مشاہیر(۱۳۴) احادیث سے ہونا تو دور کی بات ہے اس کا مرفوع ہونا ہی ثابت نہیں۔ یہ مسند عبدُالرزاق ہے اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موقوف ہے۔ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل مرد اور عورتیں اکٹھے نماز ادا کرتے تھے، عورت قالبان پہن لیتی اس پر کھڑی ہو کر اپنے محبوب سے وعدے کرتی تو اس پر حیض مسلط کر دیا گیا۔ اس پر حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ان کو موخر رکھو جہاں اللہ تعالیٰ نے ان کو موخر رکھا ہے۔ پوچھا قالبان کیا ہے تو آپ نے فرمایا وہ لکڑی سے بنے ہوئے پاؤں ہوتے تھے جن کو عورتیں بنوا لیتی تھیں ان پر مسجدوں میں کھڑی ہو کر مردوں کو جھانکتی تھیں۔ الغایہ میں اپنے شیخ سے یوں روایت کرتے ہیں شراب ام الخبائث ہے اور عورتیں شیطان کے پھندے ہیں اور ان کو مؤخر رکھو جہاں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مؤخر رکھا۔ انہوں نے اس حدیث کی نسبت مسند رزین کی جانب کی ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ حدیث امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی دلائل النبوۃ

میں ہے اس میں اسے تلاش کیا گیا لیکن نہ مل سکی)۔

زاں بعد حضرت امام ابنِ ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے بحث محاذات میں علمائے کرام کا اس حدیث سے استدلال ذکر فرمایا اور اس میں بحث کی جانب اشارہ فرمایا نیز اسی دوران یہ بیان فرمایا کہ اس پر اجماع ہے کہ عورت کے لئے مرد کا امام بننا جائز نہیں ہے۔

فائدہ نمبر ۱۱ :

البحر الرائق (۳۵) اور النہر (۳۶) الفائق وغیرہ میں ہے۔

تکره امامة الرجل لهن فی بیت لیس معهن رجل غیره ولا محرم منه کاخته او زوجته او امته اما اذاکان معهن واحد منهن او امهن فی المسجد لایکره

(ترجمہ : گھر میں مرد کے لیے عورتوں کی امامت اس صورت میں مکروہ ہے جبکہ ان کے ساتھ کوئی دُوسرا مرد یا اس کی اپنی محرم مثلاً بہن، زوجہ یا لونڈی نہ ہو اگر ان کے ساتھ ان میں سے کوئی ایک ہو یا ان کی امامت مسجد میں کرائے تو مکروہ نہیں ہے)۔

تاریخ تکمیل تصنیف : ۱۸ محرم الحرام ۱۲۹۵ھ

تاریخ تکمیل ترجمہ : ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ

۷ جنوری ۱۹۹۹ء

بروز جمعرات بوقتِ 2:57 دن بعد نماز ظہر

حواشی و حوالہ جات

(۱) میری معلومات کی رو سے یہ اس حدیث پاک کی طرف اشارہ ہے جسے امام ابوداؤد وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ عزو جل یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا	(ترجمہ : اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سرے پر ایسی شخصیت کو مبعوث فرمائے گا جو اس کے دین کی تجدید فرمائے گی۔)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر امت نے فرمایا کہ پہلی صدی کے مجدد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تھے اور دوسری صدی کے مجدد حضرت امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ تھے نیز فرمایا میں چالیس سال سے اپنی نماز میں ان کے لئے دعا کرتا ہوں۔ حضرت شیخ محمد بن حسین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے اپنے اصحاب سے وہی سُنا جو پہلے مذکور ہو چکا۔ حضرت شیخ امام ابوالحسین بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے جامع دمشق کے منبر پر اسی طرح فرمایا۔ اور اس پر یہ اضافہ فرمایا کہ تیسری صدی کے مجدد حضرت ابوالحسن بن اسماعیل اشعری رحمۃ اللہ علیہ، چوتھی صدی کے حضرت قاضی ابوبکر محمد بن طیب باقلانی رحمۃ اللہ علیہ، پانچویں صدی کے امیر المومنین خلیفہ المسترشد باللہ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ درج بالا تفصیل زیادہ صحیح ہے۔ اس سے جو ان کے علاوہ علماء نے ذکر فرمائی ہے کہ تیسری صدی کے مجدد حضرت ابو العباس احمد بن عمر بن شریح رحمۃ اللہ علیہ، چوتھی صدی کے حضرت ابوالطیب سہل بن محمد بن سلیمان معلوکی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ لیکن زیادہ درست قول یہ ہے کہ پانچویں صدی کے مجدد حضرت ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ ہیں نہ کہ امیرالمومنین خلیفہ المسترشد باللہ، چھٹی صدی کے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ، ساتویں کے حضرت امام ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ، آٹھویں کے امام زین الدین العراقی رحمۃ اللہ علیہ، نویں کے حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور دسویں کے حضرت شہاب الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مجدد ہیں۔

مولوی عبدالغفور رمضان پوری

(۲) یعنی اس باب میں وہ صحیح احادیث درج ہوں گی جو صرف عورتوں کی اس طرح جماعت کے بلا

کراہت جواز پر صراحت سے دلالت کرتی ہیں کہ ان میں سے ایک امام ہو اور باقی مستورات مقتدی ہوں، نیز ان میں ان کی امامت کی کیفیت بیان ہوگی جب صرف عورتیں جماعت سے نماز ادا کریں کہ کیا وہ اسی طرح صفیں بنائیں جس طرح کہ مرد صف بندی کرتے ہیں کہ ان کی امام ان سے آگے کھڑی ہو یا ان کی امام ان کے درمیان کھڑی ہو۔

(محمد عبدالغفور رمضان پوری)

(۳) فی باب امامۃ النساء - قدیمہ

(۴) سنن ابی داؤد باب امامۃ النساء ۱/۹۴ مکتبہ امدادیہ، ملتان

(۵) سنن ابی داؤد ۱/۹۴-۹۵ - مکتبہ امدادیہ، ملتان

(۶) للاستیعاب فی اسماء الاصحاب علی ہامش الاصابۃ ۴/۵۰۴، ۵۰۵ مکتبۃ المثنی لبنان

(۷) اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ ۷/۴۰۸-۴۰۹ دارالاحیاء التراث العربی، بیروت

(۸) تلخیص الجبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر ۲/۲۷ دارالمعرفہ بیروت

(۹) حافظ ابنِ حجر کے نزدیک یہ مجہول الحال ہیں لیکن ابن حبان نے انہیں اپنی تالیف کتاب الثقات میں ذکر فرمایا ہے عنقریب اس کا حوالہ آرہا ہے۔ لہٰذا یہ مجہول الحال نہیں ہیں۔

(۱۰) البنایہ شرح الہدایہ، جلد اوّل، جزو اوّل صفحہ ۷۲۷

(۱۱) امام المنذری رحمۃ اللہ علیہ کی اصل عبارت یوں ہے۔ فی اسنادہ الولید بن عبداللہ بن جمیع الزہری الکوفی وفیہ مقال وقد اخرج لہ مسلم۔ مختصر سنن ابی داؤد، ۱/۳۰۷۔ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل

(۱۲) المستدرک للحاکم - ۱/۲۰۳ دارالکتاب العربی بیروت

(۱۳) ھکذا فی تحفۃ النبلاء المطبوعۃ فی مطبع شوکت اسلام لکھنو وفی المستدرک "لھا"

(۱۴) المستدرک للحاکم - ۱/۲۰۳ دارالکتاب العربی بیروت

(۱۵) المستدرک للحاکم - ۱/۲۰۳، ۲۰۴ دارالکتاب العربی بیروت

نوٹ: ظاہر ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اذان کہنا اس زمانے میں ہوگا جب عورتوں کے لئے حجاب کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔ حکم حجاب کے نزول کے بعد عورتوں کے لئے اذان کہنے کی ممانعت ہے جیسا کہ آگے اس کی صراحت آرہی ہے۔

(۱۶) (۱) کتاب الآثار صفحہ ۱۶۳-۱۶۴۔ دارالتصنیف جامعہ علوم اسلامیہ کراچی، (۲) البنایہ شرح الہدایہ للعینی جلد اول جزو اول صفحہ ۷۲۶

(۱۷) ـــــــــــــ

(۱۸) ـــــــــــــ

(۱۹) البنایہ شرح الہدایۃ للامام بدرالدین العینی جلد اول جزو اول صفحہ ۲۷

(۲۰) مصنف عبدالرزاق - ۱۳۱/۳ مجلس علمی کراچی

(۲۱) سنن دار قطنی - ۴۰۴/۱ دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاہور

(۲۲) السنن الکبری - ۴۱۷/۳ دار الفکر، بیروت

(۲۳) مصنف عبدالرزاق اور دار قطنی میں "ریطہ" لیکن سنن کبری میں "رائطہ" ہے۔ تحفہ النبلاء میں "رابطہ" ہے۔

(۲۴) مصنف ابن ابی شیبہ - ۵۳۶/۱ دار الفکر، بیروت

(۲۵) المستدرک للحاکم - ۲۰۳/۱ دار الکتاب العربی، بیروت

(۲۶) کتاب الام للشافعی

(۲۷) مصنف ابن ابی شیبہ - ۵۳۶/۱، دار الفکر، بیروت

(۲۸) مصنف عبدالرزاق - ۱۳۰/۳، مجلس علمی، کراچی، واللفظ للمصنف لابن ابی شیبہ

(۲۹) مصنف عبدالرزاق - ۱۳۰/۳ مجلس علمی، کراچی

(۳۰) سنن دار قطنی - ۴۰۴/۱ دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاہور

(۳۱) مصنف ابن ابی شیبہ - ۵۳۶/۱ دار الفکر، بیروت

(۳۲) تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر - ۲۲/۲ دار المعرفۃ، بیروت

(۳۳) مصنف عبدالرزاق - ۱۳۰/۳ مجلس علمی، کراچی

(۳۴) المستدرک جلد ا - صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴ دار الکتاب العربی، بیروت

(۳۵) اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس حدیث میں عورت کی اذان واقامت کی صراحت ہے اور حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث، جو پہلے مذکور ہو چکی ہے، میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں پر اذان واقامت نہیں ہے۔ تو اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ حضرت اسماء کی حدیث کا انکار علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اور فرمایا یہ حدیث مرفوع نہیں ہے۔ امام بخاری، امام نسائی اور امام ابن معین رحمہم اللہ نے اس کی سند میں کلام فرمایا ہے کیونکہ اس کی سند میں حکم بن عبداللہ موجود ہے جیسا کہ حضرت استاذ العلماء نے تحقیق فرمائی ہے۔ قدیمہ

(۳۶) البنایہ شرح الہدایۃ جلد اول جزو اول صفحہ ۲۷، مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ

★ التعلیق المغنی علی سنن دار قطنی - ۴۰۵/۱ میں ہے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی

عنہ بھی اس کے استحباب کے قائل ہیں نہ معلوم اس کا ماخذ کیا ہے۔ اصل عبارت یوں ہے۔

هذه الروايات كلهاتدل على استحباب امامة المراة النساء فى الفرائض والنوافل وهذا هوالحق وبه يقول الشافعى والاوزاعى واحمد وابوحنيفة وجماعة۔

(۳۷) تحفۃ النبلاء کے مطبوعہ نسخہ میں ابوثور والمزنی ہے جبکہ البنایہ کے المکتبۃ الامداد مکہ مکرمہ کے مطبوعہ نسخہ میں ابوثور المزنی ہے۔

(۳۸) البنایہ شرح الہدایۃ جلد اول، جزو اول صفحہ ۲۴۷

(۳۹) یعنی ہم اتنی عبارات نقل کریں گے جن کے مجموعہ سے کراہت کے تمام دلائل اس طرح واضح ہو جائیں کہ کوئی دلیل ترک ہونے نہ پائے پھر اس کے بعد ہم ان دلائل پر اپنے ہی فقہائے کرام کے تعقبات درج کریں گے۔ محمد عبدالغفور، قدیمہ

(۴۰) البحرالرائق شرح کنزالدقائق ۔۱/۳۷۲ دارالمعرفہ بیروت۔

(۴۱) العراۃ عاری کی جمع ہے مراد اس سے "کپڑوں سے ننگا" ہے، یعنی جس طرح ننگے افراد کا امام، اگر وہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں، ان کے درمیان میں کھڑا ہوتا ہے اسی طرح عورتوں کی امام بھی زیادہ بے پردگی سے بچنے کے لئے ان کے درمیان میں کھڑی ہوگی۔ محمد عبدالغفور تلمیذ المصنف، قدیمہ

(۴۲) البحرالرائق شرح کنزالدقائق ۔۱/۳۷۳ مطبوعہ دارالمعرفہ، بیروت

(۴۳) رمزالحقائق شرح کنزالدقائق ۔۱/۹۲، ۹۳ مطبوعہ نول کشور

(۴۴) مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر۔

(۴۵) السراج الوہاج

(۴۶) تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق ۔۱/۱۳۵ ۱۳۶ مطبوعہ مکتبہ امداد، ملتان

(۴۷) رواہ ابوداود باسناد صحیح علی شرط مسلم حاشیہ علامہ شلبی علی تبیین الحقائق ۔۱/۱۳۵

(۴۸) المجتبی شرح مختصرالقدوری

(۴۹) جامع المضمرات شرح مختصرالقدوری

(۵۰) النہرالفائق شرح کنزالدقائق

(۵۱) منح الغفار شرح تنویر الابصار

(۵۲) الہدایۃ مع فتح القدیر ۔۱/۳۴۹ ۔ مکتبہ المثنی بغداد

(۵۳) یعنی عورتوں کی امام جو عورت ہو۔ امام لفظ مذکر اور مونث دونوں پر برابر اطلاق پاتا ہے لہٰذا اس پر تائے تانیث داخل نہیں ہوتی۔ عبدالغفور قدیمہ

(۵۴) العنایہ شرح الہدایۃ علی ہوامش فتح القدیر ۔۱/۳۵۰ مطبوعہ مکتبہ المثنی، بغداد

اصل عبارت یوں ہے:۔

ان امامتھن فی صلوۃ الجنازۃ غیر مکروہ وارتکاب احد المحرمین فیھا موجود۔

نوٹ ؛ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے عبارت کا مفہوم اپنے لفظوں میں درج کیا ہے۔ وضاحتِ مسئلہ کی خاطر عبارت نقل کر دی گئی ہے۔

(۵۵) العنایہ حاشیہ الہدایۃ ۲۵۰/۱ کی اصل عبارت یوں ہے:۔

ان ترکھن الجماعۃ انما کان لاجتماع السنۃ مع الکراھۃ فترکت السنۃ لاجل الکراھۃ وفی صلوۃ الجنازۃ اجتماع الفرض مع الکراھۃ فقدابتلین بترک الفرض تحرزا عن ارتکاب المکروہ او اقامتہ مع ارتکابہ واقامتہ مع ارتکابہ اولی وانما قلنا ذلک لانھن ان صلین جماعۃ وقامت الامامۃ وسطھن اقمن فرضا لکون الصلوۃ فرضا علی الکل وارتکبن مکروھا وان صلین فرادی ترکن المکروہ لکن علی وجہ یودی الی فوات الصلوۃ عن بعضھن لان الفرض یسقط باداء الواحدۃ وقدیتفق فراغ واحدۃ قبل الباقیات فتکون الصلاۃ من الباقیات نفلا والتنفل بصلاہ الجنازۃ غیر مشروع۔

نوٹ : مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں اس کا خلاصہ اپنے لفظوں میں ذکر فرمایا اہل علم کی سہولت نیز مزید وضاحت کے لئے پوری عبارت حاشیہ میں درج کر دی گئی۔

(۵۶) فتح القدیر للامام کمال الدین ابن ہمام ۲۴۹/۱ مطبوعہ مکتبہ المثنی بغداد

(۵۷) البحرالرائق-۲۷۲/۱ مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت

(۵۸) الطحاوی علی مراقی الفلاح ۱۶۶ مطبوعہ نور محمد کراچی

(۵۹) ردالمحتار علی الدرالمختار ۵۶۵/۱ مطبوعہ مصر

(۶۰) العنایہ شرح الہدایۃ ۲۵۰/۱ مکتبہ المثنی بغداد

(۶۱) العنایہ شرح الہدایۃ-۲۵۰/۱ مکتبہ المثنی بغداد

(۶۲) البنایہ شرح الہدایۃ- جلد اول جز اول صفحہ ۲۲۶ مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ

(۶۳) النہایہ

(۶۴) شیخ الاسلام حاشیہ شرح الوقایہ

(۶۵) درج بالا علت کی بنا پر امام عورت کا صف سے آگے کھڑا ہونا اگرچہ مکروہ نہیں لیکن اس سے یہ

ثابت تو نہیں ہوتا کہ یہ کسی اور علت کی بناء پر مکروہ نہ ہو- اگر یہ امر مکروہ نہ ہوتا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا' حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ضرور صف سے آگے کھڑی ہوتیں' جو امامت کا عام طریقہ ہے-

(۶۶) الہدایہ مع فتح القدیر ۲۴۹/۱ مکتبہ المثنیٰ' بغداد

(۶۷) البنایہ شرح الہدایہ' جلد اول جز و اول صفحہ ۷۲۵

(۶۸) البنایہ شرح الہدایہ' جلد اول جز و اول صفحہ ۷۲۵

(۶۹) قوسین کے الفاظ مصنف علیہ الرحمۃ نے درج نہیں کئے-

(۷۰) البنایہ شرح الہدایہ' جلد اول جز و اول صفحہ ۷۲۵

(۷۱) الہدایہ مع فتح القدیر ۲۵۱/۱' ۲۵۳ مکتبہ المثنیٰ' بغداد

(۷۲) کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علقمہ اور حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ نماز ادا فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے درمیان کھڑے ہوئے- قدیمہ

(۷۳) کتاب کے متن میں والافضل ہو التوسط ہے جو کہ غلط ہے درست والافضل ہو التقدم ہے اور اس کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے-

(۷۴) اس عدم جواز سے مراد حرمت ہو سکتی ہے- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا درمیانِ صف کھڑا ہونا خالی از علت نہیں ہو سکتا- انہوں نے یہ عمل ضرور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک سے کیا ہوگا- مستورات کی امام کا صف سے آگے کھڑا ہونا کم از کم ان دو امہات المومنین کے عمل کے خلاف ہے جس کی اجازت نہیں دی جا سکتی-

(۷۵) غایہ البیان

(۷۶) قوسین میں درج عبارت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اختصار کی خاطر درج کتاب نہیں فرمائی-

(۷۷) قوسین میں درج عبارت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اختصار کی خاطر درج کتاب نہیں فرمائی-

(۷۸) البنایہ للعینی جلد اول جز و اول صفحہ ۷۲۴ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' مکہ مکرمہ

(۷۹) الدرایہ حاشیۃ الہدایۃ

(۸۰) المجتبیٰ

(۸۱) البنایہ شرح الہدایۃ جلد اول جز و اول صفحہ ۷۲۷ مطبوعہ المکتبۃ الامدادیہ' مکہ مکرمہ

(۸۲) موارد الظمان للہیثمی ص ۳۲۶' ۳۲۷ ___ شرح السنۃ للبغوی ۴۳۸/۳ - موسوعہ اطراف الحدیث

(۸۳) سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ باب نمبر ۵۳ ___ الترغیب والترہیب ۲۲۹/۱ ___ شرح السنۃ للبغوی ۴۴۱/۳ ___ مشکوۃ المصابیح حدیث ۱۰۶۲ ___ السلسلہ الصحیحۃ للالبانی ۱۳۹۶ موسوعہ

اطراف الحدیث

(۸۴)

(۸۵)

(۸۶) حضرت بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہاں وہم ہو سکتا ہے کہ اس حدیث میں تعلیل کے ساتھ نص کو باطل کرنا پایا جاتا ہے حالانکہ احکم الحاکمین اللہ تعالیٰ ہے اسے تو علم تھا جو عورتیں نئی نئی اختراع کریں گی اس صورت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ارشاد کے درست ہونے کی کوئی وجہ ظاہر نہیں ہوتی۔ اس وہم کا دفعیہ یوں کیا جاسکتا ہے کہ عورتوں کے مسجدوں کی طرف جانے اور ان کو منع نہ فرمانے کا جو حکم الٰہی جو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ حق ترجمان سے تھا وہ فتنہ کے عدمِ احتمال کے وقت تک تھا جب عدم احتمال فتنہ منتفی ہوا (یعنی فتنہ کا احتمال پیدا ہو گیا) وہ اجازت کا حکم بھی منتفی ہو گیا۔ اور حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مقصود یہ ہے کہ اگر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے زمانہ اقدس میں، جو فتنوں سے مامون زمانہ تھا؟ وہ نئی اختراعیں ملاحظہ فرما لیتے جو اس زمانہ میں عورتوں نے اختیار کر رکھی ہیں، تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ضرور انہیں باہر جانے سے روک دیتے اور ہرگز اجازت مرحمت نہ فرماتے۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نئی نئی اختراعات کے وقوع کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھنے سے تعبیر فرمایا جس طرح کہ اللہ رب العزت نے وقوع جہاد کو عدم علم سے تعبیر فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم

مفہوم یہ ہے کہ ابھی تک تم میں سے بعض نے جہاد نہیں کیا۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔ محمد عبدالغفار رمضان پوری، قدیمہ

(۸۷) تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ۱/۱۳۵ اصل عبارت یوں ہے لم یشرع فی حقھن الجماعۃ اصلاً ولھذا لم یشرع لھن الاذان وھو دعاء الی الجماعۃ ولو لا کراھیۃ جماعتھن لشرع

(۸۸) الدرایہ شرح الہدایہ

(۸۹) المستدرک ۱/۲۰۳، ۲۰۴ دار الکتب العربی، بیروت

★ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اذان واقامت کہنا اس زمانہ میں تھا جب مستورات کے لئے حجاب کا حکم نہ تھا کیونکہ حکم حجاب کے بعد ایسا کرنا ممکن نہ تھا۔

(۹۰) البنایہ شرح الہدایہ جلد اول جزو اول صفحہ ۷۲۷ مکتبہ امدادیہ، مکہ مکرمہ

(۹۱) الام۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے جس میں آپ نے اپنے مذہب کے مطابق مسائل بیان فرمائے ہیں۔ مولوی عبدالغفور، قدیمہ

(۹۲) البنایہ شرح الہدایۃ جلد اول جز و اول صفحہ ۵۵۷، ۵۵۸- مختصراً مکتبہ امدادیہ، مکہ مکرمہ
(۹۳) الداریہ شرح الہدایۃ
(۹۴) البحرالرائق شرح کنزالدقائق -۱/۳۷۳ مطبوعہ دارالمعرفہ، بیروت
(۹۵) الہدایۃ مع فتح القدیر ۱/۲۴۹ مطبوعہ مکتبہ المثنی، بغداد
(۹۶) المجتبیٰ
(۹۷) جامع المضمرات
(۹۸) تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق ۱/۱۳۶ مکتبہ امدادیہ، ملتان
(۹۹) الہدایۃ مع فتح القدیر ۱/۲۴۹ مکتبہ المثنی، بغداد
(۱۰۰) السروجی شرح الہدایۃ
(۱۰۱) فتح القدیر شرح الہدایۃ ۱/۲۵۰ مکتبہ المثنی، بغداد
(۱۰۲) العنایہ شرح الہدایۃ علی حامش فتح القدیر ۱/۲۵۰ مکتبہ المثنی بغداد
(۱۰۳) البنایہ شرح الہدایۃ جلد اول جز و اول صفحہ ۷۲۶ مکتبہ امدادیہ، مکہ مکرمہ
(۱۰۴) چنانچہ مسلم الثبوت صفحہ ۲۲ مطبوعہ مطبع انصاری دہلی ۱۸۹۹ میں ہے-

اذا نسخ الوجوب بقی الجواز خلافا للغزالی لان الوجوب یتضمن الجواز والناسخ لاینافیہ فبقی الجواز علی ماکان

(ترجمہ : جب کسی فعل کا وجوب منسوخ ہو جائے تو اس کا جواز باقی رہتا ہے اس مسئلہ میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اختلاف فرماتے ہیں ہماری دلیل یہ ہے کہ وجوب، جواز کو متضمن ہوتا ہے اور ناسخ جواز کے منافی نہیں ہے لہذا بعد از نسخ جواز اپنی پہلی حالت پر باقی رہے گا-)

(۱۰۵) العنایہ شرح الہدایۃ علی حامش فتح القدیر ۱/۲۵۰ مکتبہ المثنی، بغداد

★ یہ بھی محل نظر ہے کیونکہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ سنیت کے نسخ سے اس کے ضمن میں موجود جواز منسوخ نہیں ہوتا بلکہ وہ باقی رہتا ہے-

(۱۰۶) البنایہ شرح الہدایۃ جلد اول جز و اول صفحہ ۷۲۶ مکتبہ امدادیہ، مکہ مکرمہ
(۱۰۷) فتح القدیر ۱/۲۵۰ مکتبہ المثنی بغداد
(۱۰۸) المستدرک للحاکم دارالکتاب العربی بیروت
(۱۰۹) (ا) کتاب الآثار دارالتصنیف جامعہ علوم اسلامیہ کراچی،
(۱۱۰) فتح القدیر ۱/۲۵۰ مکتبہ المثنی، بغداد
(۱۱۱) فتح القدیر ۱/۲۵۰، ۲۵۱ مکتبہ المثنی، بغداد
(۱۱۲) حضرت بحرالعلوم رحمۃ اللہ علیہ نے رسائل الارکان میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے ان کے الفاظ

یہ ہیں-

وعلی هذا فدعوی الکراهة مشکلة لابدلها من دلیل ومیل الشیخ ابن همام الی عدم الکراهة (وسائل الارکان صفحه)

(ترجمہ : اس بناء پر کراہت کا دعویٰ کرنا مشکل ہے کیونکہ اس کے لئے دلیل کی ضرورت ہے- شیخ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ کا میلان بھی عدم کراہت کی جانب ہے-)

فتح الودود حاشیہ سنن ابی داؤد میں حدیث ام ورقہ کے تحت ہے-

هذا الحدیث یدل علی جواز امامة المراة النساء ومن یقول بکراهة جماعتهن یحمل الحدیث علی النسخ لکن ابن الهمام وغیره ینکرون تحقق الناسخ

(ترجمہ : یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ عورت کے لئے مستورات کی امامت کرانا جائز ہے اور جو علماء ان کی جماعت کو مکروہ قرار دیتے ہیں وہ اس حدیث کو نسخ پر محمول کرتے ہیں لیکن امام ابن ہمام اور دوسرے علماء ناسخ کے ثبوت کا انکار کرتے ہیں- میں کہتا ہوں یہی حق ہے اور حق ہی اتباع کے لائق ہے جیسا کہ حضرت استاد علامہ مدظلہ نے تحقیق فرمائی ہے- اسے نظر انصاف سے دیکھو متعصب اور کج رو نہ ہو- محمد عبدالغفور تلمیذ مصنف، قدیمہ-)

(۱۱۳) کتاب الآثار صفحہ ۱۶۳، ۱۶۴ دارالتصنیف جامعہ علوم اسلامیہ، کراچی

(۱۱۴) طبقات فقہاء میں سے چوتھا طبقہ اصحاب تخریج فقہائے عظام کا ہے- امام ابو بکر جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ، امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام دبوسی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم القدر فقہا شامل ہیں جن میں سے بعض نے کراہت تحریمی کا حکم لگایا لطف کی بات ہے کہ تیسرے طبقہ کے ایک فقیہ امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر میں اس حکم کی علت پر تنقید فرمائی ہے-
امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ طبقہ ثالثہ کے فرد ہیں حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو- ادب المفتی مولف مفتی محمد عمیم الاحسان صفحہ ۱۱

(۱۱۵) الشامل

(۱۱۶) جامع المضمرات

(۱۱۷) مواہب الرحمٰن شرح منظور ابن وہبان

(۱۱۸) فتح القدیر شرح الہدایۃ ۱/۱۷۵ مکتبۃ المثنی، بغداد

(۱۱۹) صاحب فتح القدیر نے دوسرے مقام پر اس کے منسوخ ہونے کے قول کو ضعیف قرار دیا ہے نیز فرمایا ہے کہ جماعت نساء کی سنیت کے منسوخ ہونے سے کراہت تحریمی کا ثبوت لازم نہیں آتا-

یہ بھی فرمایا ہے کہ ہم کو حق کا اتباع کرنا چاہئے وہ جہاں بھی ہو۔ ملاحظہ ہو فتح القدیر ۱/۲۵۱۔

(۱۲۰) الہدایۃ مع فتح القدیر ۱/۲۴۹ مکتبہ المثنی، بغداد

(۱۲۱) فتح القدیر شرح الہدایۃ ۱/۲۴۹ مکتبہ المثنی، بغداد

(۱۲۲) برجندی شرح النقایہ

(۱۲۳) منح الغفار شرح تنویر الابصار

(۱۲۴) النہر الفائق شرح کنز الدقائق

(۱۲۵) الدر المختار مع رد المحتار ۱/۵۶۵ مطبع مصطفیٰ البابی مصر

(۱۲۶) السراج الوہاج

(۱۲۷) رد المحتار شرح الدر المختار ۱/۵۶۵ مطبع مصطفیٰ البابی مصر

(۱۲۸) الاشباہ والنظائر مع الحموی

(۱۲۹) الدر المختار مع رد المحتار ۱/۵۶۶ میں یوں ہے الا الخنثی فیتقدمهن اور رد المحتار میں یوں ہے اذ لو صلی وسطهن فسدت صلوته بمحاذاتهن له علی تقدیر ذکورته ای وتفسد صلاتهن ایضا۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے عبارت کا مفہوم اپنے الفاظ میں درج کیا تھا۔

(۱۳۰) الذخائر الاشرفیة فی الالغاز الحنفیة

(۱۳۱) الہدایۃ مع فتح القدیر ۱/۲۵۳ مکتبہ المثنی، بغداد

(۱۳۲) البنایۃ شرح الہدایۃ جلد اول جزو اول صفحہ ۷۳۰ مکتبہ امدادیہ، مکہ مکرمہ

(۱۳۳) فتح القدیر شرح الہدایۃ ۱/۲۵۵ مکتبہ المثنی، بغداد

(۱۳۴) صاحب ہدایہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا انہ من المشاہیر۔ ہدایہ مع فتح القدیر ۱/۲۵۵ مکتبہ المثنی، بغداد

(۱۳۵) البحر الرائق شرح کنز الدقائق - ۱/۳۷۳ دار المعرفۃ، بیروت۔ اس کے الفاظ یوں ہیں۔ وكذلك يكره ان يوم النساء فی بيت ليس معهن رجل ولا محرم منه مثل زوجته وامته واخته فان كانت واحدة عنهن فلا يكره وكذلك اذا امهن فی المسجد لا يكره۔

(۱۳۶) النہر الفائق شرح کنز الدقائق